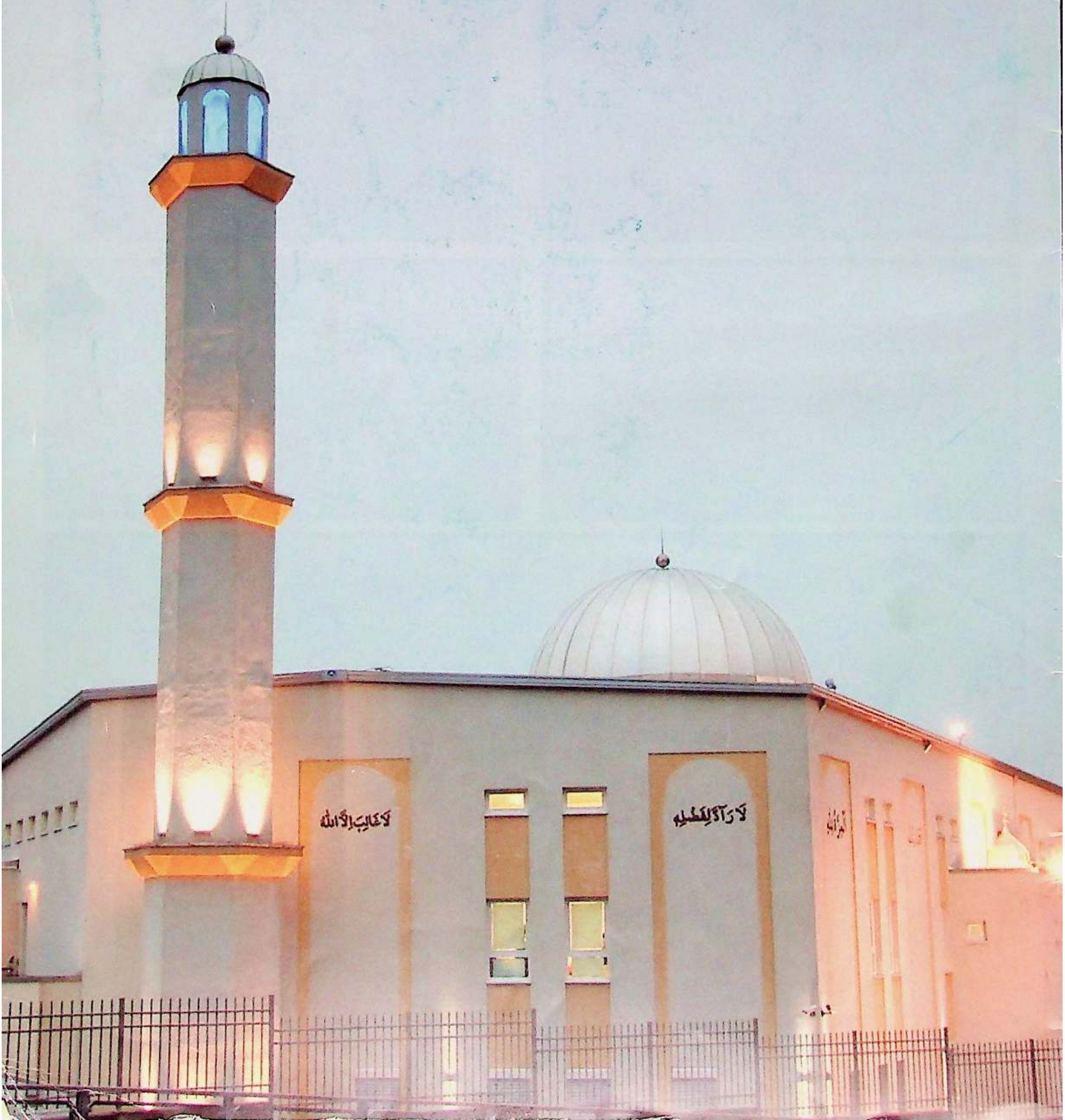
مجلس انصار اللہ یوکے علمی تعلیمی تربیتی مجلہ

انصار الدین

نومبر، دسمبر ۲۰۱۱ء　　نبوت، فتح ۱۳۹۰　　جلد ۸، شمارہ ۶



مجلس انصار اللہ یو کے کے سالانہ اجتماع کے موقعہ پر لی گئی چند تصاویر













انصار الدین

جلد 8　نمبر 6　نومبر تا دسمبر 2011ء

فہرست مضامین

انصاراللہ کا عہد

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ
وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

مَیں اقرار کرتا ہوں کہ اسلام اور احمدیت کی مضبوطی اور اشاعت اور نظام خلافت کی حفاظت کے لئے انشاءاللہ تعالیٰ آخر دم تک جدوجہد کرتا رہوں گا اور اس کے لئے بڑی سے بڑی قربانی پیش کرنے کے لئے ہمیشہ تیار رہوں گا۔ نیز مَیں اپنی اولاد کو بھی ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے کی تلقین کرتا رہوں گا۔ (انشاءاللہ تعالیٰ)

صدر مجلس انصاراللہ
چودھری وسیم احمد
مدیر اعلیٰ: ڈاکٹر شمیم احمد
مدیر: محمود احمد ملک
نائبین: نوید احمد، حبیب الرّحمٰن غوری

مینیجر: محمود علی مرزا
ترسیل: فیاض احمد ملھی (انچارج)
زاھد احمد باجوہ، شھباز احمد، ارشد محمود،
ادریس احمد بٹر، محمد اختر، عبدالواحد

تمام انصار اپنا جائزہ لیں کہ
کیا آپ حضرت امیر المومنین
خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
کے ارشاد کے تحت جماعت احمدیہ کی ترقیات
اور احمدیوں کی حفاظت کے لئے
روزانہ دو نفل ادا کر رہے ہیں
اور ہفتہ وار نفلی روزہ کا اہتمام کر رہے ہیں؟!

"Ansaruddin" 181 London Road, Morden, Surrey SM4 5HF　e-mail address: ansaruddinuk@hotmail.com

اداریہ

عبادت کے لحاظ سے جب مذاہب کا تقابلی جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ہر مذہب میں کسی نہ کسی رنگ میں عبادت کی تعلیم پائی جاتی ہے اور اس پر مختلف طریق پر اُن مذاہب کے پیروکار عمل بھی کرتے ہیں۔ جب اس جائزہ کے دائرہ کو وسیع کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ہر مذہب میں ایک بالا اور غالب ہستی کا تصور پایا جاتا ہے جو مختلف زمانوں میں بنی نوع انسان کی رہنمائی اور ہدایت کے لئے اپنی تعلیمات نازل کرتی رہی ہے اور جن کی تفصیل اس حقیقت کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ تمام مذاہب دراصل ایک ہی منبع نور کی کرنیں ہیں۔ اسلام اپنی منفرد بصیرت سے اس بات کو تسلیم کرتا ہے کہ ہر مذہب میں ایک بنیادی اور مرکزی تعلیم ایسی ضرور ہے جو ابدی صداقت کی حامل ہوا کرتی ہے مگر مرورِ زمانہ سے بعد میں اُن کے پیروکاران میں تبدیلی لاتے رہے۔ قرآن کریم اسے یوں بیان فرماتا ہے کہ ”اور انہیں کوئی حکم نہیں دیا گیا سوائے اس کے کہ وہ اللہ کی عبادت کریں، دین کو اس کے لئے خالص کرتے ہوئے، ہمیشہ اس کی طرف جھکتے ہوئے ہوں اور نماز کو قائم کریں اور زکوٰۃ دیں اور یہی قائم رہنے والی تعلیمات کا دین ہے۔“ (سورۃ البینۃ :6)

اسلام کے ظہور سے مذاہب کی دنیا میں ایک عظیم انقلاب رونما ہوا۔ گویا خدا تعالیٰ اپنی تمام شان کے ساتھ ایک نئے انداز میں جلوہ گر ہوا اور اسلام کی تمام تعلیمات آفاقی طور پر دنیا کے سامنے پیش کی گئیں جن میں خدائے واحد کی عبادت کو ایک مرکزی حیثیت اور تخلیقِ انسانی کا مقصد قرار دیا گیا جیسا کہ فرمایا: وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ ”یعنی میں نے جن وانس کو پیدا نہیں کیا مگر اس غرض سے کہ وہ میری عبادت کریں“ (سورۃ الذریات: 57)۔ اسلام ایک عالمگیر اور آفاقی مذہب ہے اور اس کے قیام کا مقصد خالق اور مخلوق میں وحدت کے رشتہ کو قائم کرنا ہے۔ ہر انسان کا ایک ہی خالق اور ایک ہی معبود کے ہونے کا تصور معاشرہ میں وحدت کا رشتہ بھی قائم کر دیتا ہے اور یہی اسلام کے عالمگیر اور آفاقی مذہب ہونے کی ضمانت ہے۔ وہ مذاہب جن میں بے شمار خداؤں کا تصوّر پایا جاتا ہے اور عبادات کے مختلف طریق پائے جاتے ہیں وہ آفاقی طور پر معاشرہ میں وحدت پیدا نہیں کر سکتے۔ دیگر مذاہب کے مقابل پر اسلام کی یہ ایک منفرد خصوصیت ہے۔

اسلام چونکہ ایک عالمگیر مذہب ہے اور اس کی نظر انسانی زندگی کے ہر پہلو پر ہے اس لئے اس کی ایک نمایاں خصوصیت یہ بھی ہے کہ وہ عبادات میں انسانی مجبوریوں اور بدلتے ہوئے حالات کو مدنظر رکھتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ عبادت کے لئے مسجد کو ایک مرکزی مقام حاصل ہے مگر اسلام ہر ایک کو اس پر پابند نہیں کرتا بلکہ اجازت عطا کرتا ہے کہ انسان روئے زمین پر جہاں بھی سہولت میسر ہو عبادت کر سکتا ہے۔ صرف یہی نہیں بلکہ بیمار اور معذور انسانوں کی ضروریات کا بھی خیال رکھتا ہے اور انہیں اجازت دیتا ہے کہ وہ جس حالت میں بھی ہوں عبادت سے محروم نہ رہیں۔

معاشرہ میں وحدت پیدا کرنے کے لئے اسلام ہر قسم کی تفریق کو مٹانے کی تعلیم بھی دیتا ہے اور گورے کالے اور امیر غریب کے درمیان فرق کو ختم کر کے انہیں برابری عطا کرتا ہے جس کی عملی صورت مسجد میں نماز کے دوران نظر آتی ہے جہاں امیر غریب، بڑے چھوٹے اور ہر رنگ ونسل کے لوگ بلا امتیاز کھڑے ہوتے ہیں۔ کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا کہ دنیاوی معاشرہ میں بلند مقام کا حامل کوئی شخص کسی دوسرے کو مسجد میں اُس کی جگہ سے اٹھا کر وہاں خود بیٹھ جائے۔ نہ ہی کسی کے لئے مسجد میں جگہ مخصوص کی جاتی ہے بلکہ بلا تفریق اجتماعی عبادت میں شامل ہونا معاشرتی وحدت کا ایک بہترین طریق ہمیں اسلام نے ہی سکھلایا ہے۔ اس طرح سے اخوت میں بھی ترقی ہوتی ہے اور ایک دوسرے کے حالات سے آگاہی کے نتیجہ میں معاشرتی ترقی کے مواقع بھی ملتے ہیں۔ روزانہ کی عبادت کے علاوہ جمعہ اور عیدین کی نمازیں اور اجتماعات مزید معاشرتی وحدت کا سامان بنتے ہیں۔

اسلام صرف اجتماعی عبادت کی تعلیم ہی نہیں دیتا بلکہ انفرادی عبادت کی طرف بھی توجہ دلاتا ہے اور پھر عبادات کے طریق کو بھی بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کرتا ہے۔ نیز یہ بھی کہ اسلام صرف عبادت پر ہی زور نہیں دیتا بلکہ اس کی حکمت اور فلسفہ بھی بیان کرتا ہے کہ اس کی ضرورت کیوں ہے۔ اور اگر اس کو سمجھ لیا جائے اور اس پر عمل کیا جائے تو دنیا سے ہر قسم کی برائی، گناہ اور ظلم کا خاتمہ ہو سکتا ہے اور ایک ایسا معاشرہ جنم لے سکتا ہے جس کی بنیاد ایک دوسرے کے احترام، ان کے حقوق کی حفاظت اور انسانی ہمدردی پر مبنی ہو۔ اس ضمن میں قرآن کریم بیان فرماتا ہے:

اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْکَ مِنَ الْکِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ ۔ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ ۔ وَلَذِکْرُاللّٰہِ اَکْبَرُ ۔ وَاللّٰہُ یَعْلَمُ مَاتَصْنَعُوْنَ
(العنکبوت: 46)

یعنی نماز تمہیں فحشاء اور برائیوں سے روکتی ہے۔

اس آیت میں تین امور کا ذکر کیا گیا ہے یعنی قرآن کی تعلیم کو پھیلانا، نماز کا قیام اور اللہ کی یاد۔ ان کی بناء پر انسان گناہ سے نجات پا کر اپنے اخلاقی اور روحانی ارتقاء کا سامان پیدا کر سکتا ہے اور یہی ایک امر ہے جو ہر مذہب کی غرض وغایت ہے۔ اسی طرح قرآن کریم اخروی زندگی کا ایک مکمل تصور پیش کرتا ہے اور بیان فرماتا ہے کہ اس زندگی کے اعمال نہ صرف اس دنیا میں اثر پذیر ہوں گے بلکہ اخروی زندگی میں بھی سامنے لائے جائیں گے۔ اعمال اور اس کے اثرات پر پختہ اعتقاد اور اس کی جواب دہی کا جو تصور اسلام نے پیش کیا ہے وہ انسانی فطرت کو ہر قسم کے گناہ اور ظلم سے اجتناب کرنے کی تلقین کرتا ہے کہ اسے حاصل کرنے کی ضمانت نماز میں موجود ہے بشرطیکہ وہ تمام جملہ شرائط ملحوظ خاطر رکھی جائیں جنہیں اس کے لئے ضرور قرار دیا گیا ہے۔ ذکر الٰہی میں افضل ترین ذکر نماز کو قرار دیا گیا جس کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ انسانوں کو نہ صرف انفرادی طور پر بلکہ قومی طور پر بھی عزت بخشی جانے کی نوید عطا فرماتا ہے۔ اسی امر کو قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں نے حرزِ جان بنا لیا اور خدا تعالیٰ نے انہیں دین و دنیا کی بادشاہتیں بخش دیں۔ عالم اسلام آج جس حالت سے گزر رہا ہے اس کا صرف یہی علاج ہے کہ وہ خالق حقیقی کی طرف لوٹ جائیں۔

درس القرآن

حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِين (سورۃ البقرۃ آیت 239)

ترجمہ: تم تمام نمازوں کا اور (خصوصاً) درمیانی نماز کا پورا خیال رکھو اور اللہ کے لئے فرمانبردار ہو کر کھڑے ہو جاؤ۔

ان آیات سے قبل شادی بیاہ کا ذکر کیا گیا تھا اور اس کے معاً بعد نمازوں کا ذکر رکھا گیا کیونکہ بالعموم شادی کی وجہ سے لوگ نمازوں میں بہت کچھ سست ہو جاتے ہیں۔ وہ اوّل تو رات کو زیادہ دیر تک بیدار رہتے ہیں جس کی وجہ سے تہجد اور فجر کی باجماعت نماز میں ان سے غفلت ہو جاتی ہے اور پھر دن کو بھی گھریلو مصروفیات انہیں نمازوں کی طرف توجہ کرنے نہیں دیتیں۔ پس چونکہ شادی کے سلسلہ میں بہت کچھ نقص واقع ہو جاتا ہے کیونکہ انسان کے مشاغل بڑھ جاتے ہیں کیا بلحاظ آپس کے تعلقات کے اور کیا بلحاظ بچوں کی دیکھ بھال کے اور کیا بلحاظ سامان خورد و نوش وغیرہ کے مہیا کرنے کے۔ اس طرح طہارت کے نقائص بھی پیدا ہو جاتے ہیں اس لئے فرمایا کہ تماری گھریلو مصروفیات بے شک بڑھ جائیں گی۔ تمہیں روزی کمانے کے لئے پہلے سے زیادہ تگ و دو کرنی پڑے گی اور تمہاری توجہ میں یکسوئی نہیں رہے گی۔ مگر دیکھنا تم نمازوں میں سستی نہ کرنا خصوصاً نمازِ وسطیٰ کا ہمیشہ خیال رکھنا۔

یہ نماز وسطیٰ کون سی ہے اس کے متعلق لوگوں میں بہت کچھ اختلاف پایا جاتا ہے۔ بعض نے اسے تہجد کی نماز قرار دیا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ صلوٰۃ وسطیٰ سے وہ نماز مراد ہے جو کام کے درمیان آ جائے۔

اس کے علاوہ بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عصر کی نماز کو بھی صلوٰۃ وسطیٰ قرار دیا ہے۔ چنانچہ ترمذی اور بخاری میں سمرہؓ سے روایت آتی ہے کہ جنگ احزاب میں جب کفار نے رسول کریم ﷺ کو عصر کی نماز سے روکا تو آپؐ نے فرمایا کہ خدا ان کے گھروں اور قبروں کو آگ سے بھرے انہوں نے ہمیں صلوٰۃ وسطیٰ سے روک دیا ہے (بخاری کتاب تفسیر القرآن)۔ پس ان حدیثوں سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ صلوٰۃ وسطیٰ سے مراد وہی نماز ہے جو کام کے درمیان آ جائے کیونکہ جنگِ احزاب میں بھی عصر کی نماز دورانِ جنگ میں آ گئی تھی۔ اور ممکن ہے اسی وجہ سے رسول کریم ﷺ نے اسے صلوٰۃ وسطیٰ قرار دیا ہو۔

وسطیٰ کے معنی اعلیٰ و افضل کے بھی ہوتے ہیں اس لئے جس نماز کو انسان زیادہ مشاغل ترک کر کے پڑھے وہی نماز اس کے لئے صلوٰۃ وسطیٰ ہوگی اور اس کے لئے زیادہ برکات اور انوار کی حامل ہوگی۔ اس مفہوم کو مدّنظر رکھتے ہوئے اوپر کے معنوں کی تائید ہوتی ہے۔ حَافِظُوْ میں ایک اور امر کی طرف بھی اشارہ کیا گیا ہے۔ حَافِظُوْ باب مفاعلہ سے ہے جس میں اشتراک پایا جاتا ہے۔ پس اس میں خدا تعالیٰ نے مرد و عورت دونوں کو یہ نصیحت کی ہے کہ اب نکاح کے بعد تم آپس میں میاں بیوی بن گئے ہو۔ تم دونوں مل کر نمازوں کے متعلق ایک دوسرے کی نگرانی کرو۔ خصوصاً نماز وسطیٰ یعنی تہجد کے متعلق۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ اگر تہجد کی نماز کے لئے اگر خاوند کی آنکھ کھلے تو وہ بیوی کو جگا دے اور اگر وہ نہ اٹھے تو پانی ایک ہلکا سا چھینٹا اُس کے منہ پر مارے۔ اور اگر بیوی کی آنکھ کھلے تو وہ میاں کو جگا دے اور اگر وہ نہ اٹھے تو وہ بھی پانی کا ایک چھینٹا اس کے منہ پر مارے۔ جب تہجد کی نماز کے لئے رسول کریم ﷺ نے اس قدر تاکید فرمائی ہے تو دیگر نمازوں کی نگہداشت کا حکم خود بخود واضح ہو گیا۔ پس گو محافظت کے معنے عام طور پر نگرانی کے ہوتے ہیں مگر دراصل اس میں وہ خاصہ ملحوظ ہے جو باب مفاعلہ کا ہے اور جس کی رُو سے اس کا یہ مطلب ہے کہ دونوں ایک دوسرے کی نگرانی کریں اور عبادت میں ایک دوسرے کے لئے ترقی کا موجب بنیں۔

قُوْمُوْا لِلّٰہِ قٰنِتِیْنَ کے معنی یہ ہیں کہ نماز میں تمہارا خیال کسی اور کی طرف نہ ہو بلکہ پورے خلوص اور اطاعت اور تبتّل تام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔ اس حکم کے نازل ہونے سے پہلے صحابہؓ بعض دفعہ نماز میں آپس میں بات چیت بھی کر لیا کرتے تھے۔ مگر پھر اس حکم کے بعد خاموشی اختیار کر لی۔

(ماخوذ از تفسیر کبیر حضرت مصلح موعودؓ)

حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم

قیام نماز کی اہمیت اور تاکید

قیام نماز کی اہمیت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن سب سے پہلے جس چیز کا بندوں سے حساب لیا جائے گا وہ نماز ہے۔ اگر یہ حساب ٹھیک رہا تو وہ کامیاب ہوگیا اور اس نے نجات پالی۔ اگر یہ حساب خراب ہوا تو وہ ناکام ہوگیا اور گھاٹے میں رہا۔ اگر اس کے فرضوں میں کوئی کمی ہوئی تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ دیکھو! میرے بندے کے کچھ نوافل بھی ہیں۔ اگر نوافل ہوئے تو فرضوں کی کمی ان نوافل کے ذریعہ پوری کردی جائے گی۔ اسی طرح اس کے باقی اعمال کا معائنہ ہوگا۔ (جامع ترمذی کتاب الصلوٰۃ باب ان اول ما یحاسب بہ العبد حدیث نمبر 378)

نماز باجماعت کی تاکید

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ کے پاس ایک نابینا آیا اور عرض کیا کہ مجھے کوئی مسجد تک لانے والا نہیں ہے اس لئے مجھے گھر میں نماز پڑھنے کی اجازت عطا کریں۔ آپ نے اجازت عطا فرمائی۔ جب وہ واپس جانے لگا تو آپ نے اسے بلایا اور کہا تم اذان کی آواز سنتے ہو اس نے کہا ہاں تو آپ نے فرمایا پھر تم مسجد میں نماز پڑھا کرو۔ (صحیح مسلم کتاب المساجد باب یجب اتیان المسجد حدیث نمبر: 1044)

اہل وعیال کو نماز پڑھنے کی تاکید

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا : اللہ تعالیٰ اس آدمی پر رحم کرے جو رات کو اٹھ کر نماز پڑھنے لگے اور اپنی بیوی کو بھی اٹھائے اور اگر وہ اٹھنے میں پس وپیش کرے تو اس کے منہ پر پانی کا چھینٹا مارے اور اللہ تعالیٰ اس عورت پر بھی رحم کرے جو رات کو نماز پڑھنے لگے اور اپنے خاوند کو بھی جگائے -اور اگر وہ جاگنے میں سستی کرے تو اس کے منہ پر پانی کا چھینٹا مارے۔ (سنن ابی داؤد کتاب الصلوٰۃ باب قیام اللیل حدیث نمبر 1113)

قیام نماز مذہب کی روح

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''مذہب کا اہم ترین حصہ اس کے لئے دل اور دماغ کی حیثیت رکھتا ہے۔ عبادت الٰہی ہی ہے۔ اگر عبادت الٰہی کو ترک کر دیا جائے تو مذہب صرف رسم ورواج کا نام بن کر رہ جائے گا اور خدا تعالیٰ سے تعلق کا دعویٰ محض ایک ڈھکوسلہ ہوگا۔ اس لئے اس جگہ مومنوں کی پہلی صفت اللہ تعالیٰ نے یہ بیان فرمائی ہے کہ یقیمون الصلوٰۃ وہ نمازوں کو قائم کرتے ہیں یعنی خود بھی باجماعت نماز ادا کرتے ہیں جس کی طرف یقیمون کا لفظ اشارہ کرتا ہے اور دوسروں کو بھی نمازوں کی ادائیگی کی تلقین کرتے رہتے ہیں۔ گویا بحیثیت جماعت وہ نمازوں کی ادائیگی کا ہمیشہ التزام رکھتے ہیں۔ اگر یہاں صرف انفرادی نمازوں کا ذکر ہوتا تو یصلون کہنا کافی تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے یصلون کا لفظ استعمال نہیں فرمایا بلکہ یقیمون الصلوٰۃ کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔ اسی طرح قرآن کریم کے اور مقامات میں بھی اقیموا الصلوٰۃ یا اقاموا الصلوٰۃ کے الفاظ ہی استعمال ہوئے ہیں اور اقامت ہمیشہ باجماعت نماز میں ہی ہوتی ہے پس مومنوں کی ایک بڑی علامت اس آیت میں یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ باجماعت نمازیں ادا کرتے ہیں اور نہ صرف خود نمازوں کی پابندی کرتے ہیں بلکہ دوسروں کو بھی نمازوں کی ادائیگی کی تلقین کرتے رہتے ہیں۔ ہم نے دیکھا ہے بعض لوگ خود تو نماز کے بڑے پابند ہوتے ہیں مگر اپنے بیوی بچوں کے متعلق کوئی پرواہ نہیں کرتے۔ حالانکہ اگر ان کے دل میں سچا اخلاص ہو تو یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ کسی بچے کا یا بیوی کا یا بہن بھائی کا نماز چھوڑنا انسان گوارہ کرسکے''۔ (تفسیر کبیر جلد 7 ص 328)

کلام الامام علیہ السلام

نماز میں فروتنی اور عاجزی

''نماز کیا ہے یہی کہ اپنے عجز و نیاز اور کمزوریوں کو خدا کے سامنے پیش کرنا اور اسی سے اپنی حاجت روائی چاہنا۔ کبھی اس کی عظمت اور اس کے احکام کی بجا آوری کے واسطے دست بستہ کھڑا ہونا اور کبھی کمال مذلت اور فروتنی سے اس کے آگے سجدہ میں گر جانا اس سے اپنی حاجات کا مانگنا یہی نماز ہے''۔

(ملفوظات جلد سوم ص 188)

قیام نماز کے طبی فوائد

''اور پھر ایسی حالت میں کہ نماز کا پڑھنا اور وضو کا کرنا طبی فوائد بھی اپنے ساتھ رکھتا ہے۔ اطباء کہتے ہیں کہ اگر کوئی ہر روز منہ نہ دھوئے تو آنکھ آجاتی ہے اور یہ نزول الماء کا مقدمہ ہے اور بہت سی بیماریاں اس سے پیدا ہوتی ہیں پھر بتلاؤ کہ وضو کرتے ہوئے کیوں موت آتی ہے۔ بظاہر کیسی عمدہ بات ہے۔ منہ میں پانی ڈال کر کلی کرنا ہوتا ہے۔ مسواک کرنے سے منہ کی بدبو دور ہوتی ہے دانت مضبوط ہو جاتے ہیں اور دانتوں کی مضبوطی غذا کے عمدہ طور پر چبانے اور جلد ہضم ہو جانے کا باعث ہوتی ہے پھر ناک صاف کرنا ہوتا ہے۔ ناک میں کوئی بدبو داخل ہو تو دماغ کو پراگندہ کر دیتی ہے۔ اب بتلاؤ کہ اس میں برائی کیا ہے''۔ (ملفوظات جلد اول ص 407)

باجماعت قیام نماز کے ذریعہ وحدت کا قیام

''نماز میں جو جماعت کا زیادہ ثواب رکھا ہے اس میں یہی وجہ ہے کہ وحدت پیدا ہوتی ہے اور پھر اس وحدت کو عملی رنگ میں لانے کی یہاں تک ہدایت اور تاکید ہے کہ باہم پاؤں بھی مساوی ہوں۔ اور صف سیدھی ہو اور ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہوں۔ اس سے مطلب یہ ہے کہ گویا ایک ہی انسان کا حکم رکھیں اور ایک کے انوار دوسرے میں سرایت کر سکیں۔ وہ تمیز جس سے خودی اور خود غرضی پیدا ہوتی ہے نہ رہے۔

یہ خوب یاد رکھو کہ انسان میں یہ قوت ہے کہ دوسرے کے انوار کو جذب کرتا ہے پھر اسی وحدت کے لئے حکم ہے کہ روزانہ نمازیں محلّہ کی مسجد میں اور ہفتہ کے بعد شہر کی مسجد میں اور پھر سال کے بعد عیدگاہ میں جمع ہوں۔ اور کل زمین کے مسلمان سال میں ایک مرتبہ بیت اللہ میں اکٹھے ہوں۔ ان تمام احکام کی غرض وہی وحدت ہے''۔ (لیکچر لدھیانہ، روحانی خزائن جلد 20 ص 281-282)

نماز حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کا ذریعہ ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''یہ ایک حقیقت ہے ہر عبادت عمل ہے اور ہر شکل کے عمل عبادت کا ہی پہلو اپنے اندر رکھتے ہیں لیکن عبادات یا اعمال کو دو حصوں میں منقسم کیا گیا ہے۔ ایک حصہ کو حقوق اللہ ایک حصہ کو حقوق العباد کہتے ہیں۔ جب ہم حقوق اللہ کو ادا کر رہے ہوتے ہیں تو ان میں ایک حصہ حقوق العباد کا بھی شامل ہوتا ہے۔ مثلاً نماز ہے ہم مسجد میں جاتے ہیں اور نماز باجماعت ادا کرتے ہیں تو یہ اللہ تعالیٰ کا حق ہے جو ہم ادا کر رہے ہوتے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا یہ حق ہے کہ ہم اس کے مطیع اور فرمانبردار بندے بنتے ہوئے اس کی حمد کریں۔ اس کی بلندی اور عظمت کا اظہار کریں۔ تضرع اور عاجزی سے اس کے سامنے جھکیں غرض نماز ادا کرنا خالصتاً اللہ تعالیٰ کا حق ہے لیکن اس نماز کی ادائیگی میں بھی ہم حقوق العباد ادا کر رہے ہوتے ہیں مثلاً نماز میں ہم اپنے لئے اپنے رشتہ داروں کے لئے مجلس اور جماعت کے لئے یا تمام بنی نوع انسان کے لئے دعا کرتے ہیں اور یہ دعا والا حصہ حقوق اللہ میں شامل نہیں کیونکہ اس حصہ میں ہم صرف اس کی حمد نہیں کر رہے ہوتے بلکہ حمد کے قیام کے لئے سامان کر رہے ہوتے ہیں۔ ہم یہ سامان کر رہے ہوتے ہیں کہ زیادہ سے زیادہ آدمی اللہ تعالیٰ کا عرفان حاصل کرتے ہوئے اس کی حمد میں مشغول ہو سکیں۔ یہ حصہ حقوق العباد میں شامل ہے کیونکہ گو ہم نماز میں خدا تعالیٰ کی طرف جھکتے ہیں اور اسی سے مانگتے ہیں لیکن مانگتے بنی نوع انسان کے لئے ہیں۔ پس حقوق اللہ میں حقوق العباد کا ایک حصہ بھی شامل ہوتا ہے''۔ (مشعل راہ جلد 2 ص 5)

ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ

نماز کی اہمیت

"ساری دنیا میں تباہیوں کا جو نقشہ نظر آ رہا ہے اس کی وجہ خدا سے لاتعلقی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ دنیا میں کبھی کوئی قوم اپنی عقل پر انحصار کر کے زندہ نہیں رہ سکتی۔ محض عقل پر انحصار کر کے لوگ ایسی خوفناک غلطیاں کرتے ہیں کہ خود بھی ڈوبتے ہیں اور دوسروں کو بھی لے ڈوبتے ہیں۔ پس فرمایا فانسٰهم انفسهم جب بھی لوگ خدا سے غافل ہوئے اور اس کی عبادت کا حق ادا کرنا چھوڑ دیا تو نتیجہ یہ نکلا کہ اللہ نے ان کو پاگل کر دیا کیونکہ انہوں نے عقل اور رشد کے سرچشمے سے منہ موڑ لیا۔...... الغرض خدا کی عبادت سے غافل ہونے کی ایک یہ سزا بھی بیان فرمائی ہے۔...... قرآن کریم مردوں کو یہ تعلیم دیتا ہے کہ سب سے پہلے اپنی عورتوں کی حفاظت کرو اور ان کو تربیت دو۔ چنانچہ حضرت اسماعیل علیہ السلام والی مثال میں بچوں کا ذکر نہیں فرمایا بلکہ یہ فرمایا کہ وہ اپنے خاندان کے ہر فرد کو نماز کی تعلیم دیتے تھے۔ آنحضرت ﷺ کا بھی یہی طریق تھا کہ آپؐ اپنی بیویوں کو نماز کے لئے اٹھاتے تھے، پھر بچوں اور دامادوں کو بھی جگایا کرتے تھے۔...... پس ہمیں بھی اپنے گھروں میں یہی اسوہ زندہ کرنا پڑے گا۔ مرد اپنی بیویوں کو نماز کا پابند کریں اور ان سے یہ توقع رکھیں کہ جب وہ خود گھر پر نہ ہوں تو عورتیں ان کے نائب کے طور پر بچوں کی نمازوں کی حفاظت کریں گی۔ اگر گھروں میں نمازوں کی فیکٹریاں نہ بنیں تو پھر جماعتی تنظیم کی کوششیں پوری طرح کارآمد نہیں ہو سکتیں۔ خدام الاحمدیہ اور انصار اللہ کو ان بچوں کے لئے بہت محنت کرنی پڑتی ہے جن کے والدین نماز سے غافل ہوتے ہیں۔ ہزار کوشش کے بعد ان کو وہ پھل ملتا ہے جو گھر میں والدین صرف چند کلمات کے ذریعہ حاصل کر سکتے ہیں۔ جب دیکھیں کہ نماز کا وقت ہو گیا ہے تو بچے کو بتائیں اور نماز کے لئے کہیں چنانچہ لجنہ اماء اللہ کی طرف سے ماؤں کو تاکید ہونی چاہئے اور خاوندوں کی طرف سے بیویوں کو تاکید ہونی چاہئے کہ وہ اس کام میں مدد کریں اور اپنی اولاد کو بچانے کی کوشش کریں"۔

(خطبات طاہر جلد 2 ص 199,198)

ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ

نماز تمام وظائف کا مجموعہ ہے

"بعض لوگ خط لکھتے ہیں کہ کوئی خاص دعا، کوئی خاص وظیفے بتائیں، ملاقات میں بھی بعض عورتیں اور مرد اس بات کا اظہار کرتے ہیں لیکن جب پوچھو تو پتہ لگتا ہے کہ بعض خواتین بھی مرد بھی نمازیں بھی پوری نہیں پڑھ رہے ہوتے اور وظیفے کی تلاش میں ہوتے ہیں۔ حالانکہ پہلے بنیادی حکموں پر تو عمل کریں اور جب اس پر عمل کریں گے تو جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود نے فرمایا ہے کہ تمام باتیں، وظیفے، ذکر اسی میں آجائیں گے۔ نماز کو ہی اگر سنوار کر پڑھا جائے تو اسی میں تسلّی ہو جاتی ہے۔...... جب یہ نمازیں پڑھنے والے ہو جائیں تو پھر نفلوں سے اپنی عبادتیں سجانے کا بھی حکم ہے۔ اور یہ تبھی ممکن ہے جیسا کہ میں نے کہا کہ فرائض کی طرف توجہ ہو، نماز قائم کرنے کی طرف توجہ ہو۔"

(خطبہ جمعہ یکم اکتوبر 2004ء)

احمدی کا طریق عبادت

"ایک مسلمان کے لئے وہی عبادت کے طریق ہیں جو آنحضرت ﷺ نے ہمیں بتائے ہیں۔...... جس طرح انہوں نے ہمیں اللہ تعالیٰ کے حکموں کو سمجھتے ہوئے عبادت کے طریق سکھائے ہیں اسی طرح عبادت بھی کرنی ہے۔ اور جو اوقات بتائے ہیں ان اوقات میں عبادت کرنی ہے۔ اگر نہیں تو پھر مسلمان کہلانے کا بھی حق نہیں ہے اور پھر اللہ تعالیٰ کے بندے کہلانے کا بھی حق نہیں ہے۔ پھر تو شیطان کے بندے کہلانے والے ہوں گے۔...... جب بھی کسی مصیبت میں گرفتار ہوتے ہیں تو دعا کی طرف ان کی توجہ بھی پیدا ہوتی ہے اور پھر دعا کے لئے کہتے بھی ہیں۔ باوجود اس کے کہ اعتراض کرتے ہیں کہ عبادت کا جو اسلام میں طریق کار ہے وہ بہت مشکل ہے۔ گویا ذہن میں عبادت کا تصور بھی ہے اور یہ خیال بھی ہے کہ کسی مشکل وقت میں اللہ تعالیٰ کے آگے جھکنا بھی ہے۔ لیکن پانچ وقت نمازیں پڑھنا کیونکہ بوجھ لگتی ہیں اس لئے عبادت کی تشریح اپنی مرضی کی کرنا چاہتے ہیں، اس سے فرار حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن جیسا کہ مَیں نے کہا کہ اگر احمدی کہلاتے ہیں، مسلمان کہلاتے ہیں تو عبادت کی وہی تشریح ہے جس کے نمونے ہمیں آنحضرت ﷺ نے دکھائے ہیں۔"

(خطبہ جمعہ 3 دسمبر 2004ء)

تمام وظائف کا مجموعہ نماز ہے

''سارا گھر غارت ہوتا ہے تو ہونے دو مگر نماز کو ضائع مت کرو''

مامور زمانہ کی دلگداز نمازوں کا اجمالی تذکرہ

(شیخ فضل عمر)

نماز ارکان اسلام میں سے دوسرا اہم رکن اور عظیم الشان عبادت الٰہی ہے جس کے ذریعہ انسان خداوند کریم کے دربار عالی میں حاضر ہوتا اور اس کے قرب کا موقعہ پاتا ہے جیسا کہ ہمارے پیارے آقا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انسان بحالت سجدہ خدائے بزرگ و برتر کے زیادہ قریب ہوتا ہے۔

نماز کی اہمیت کا اندازہ حضرت مسیح پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس ارشاد سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ آپ نے فرمایا سارا گھر غارت ہوتا ہے تو ہونے دو مگر نماز کو ضائع مت کرو۔

الغرض نماز عظیم الشان عبادت الٰہی، دعاؤں کی قبولیت کا ذریعہ اور گناہ سے نجات کا راستہ ہے۔ اس لئے خداوند کریم نے بار بار قیام نماز کا حکم دیا ہے اور نمازوں کو سنوار کر، بروقت اور تمام شرائط کے ساتھ ادا کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔ آنحضورﷺ کو مخاطب کر کے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: اس کتاب (قرآن کریم) میں سے جو کچھ تیری طرف وحی کیا جاتا ہے اسے پڑھ اور لوگوں کو سنا اور نماز کو اس کی تمام شرائط کے ساتھ ادا کر۔ یقیناً نماز سب بری باتوں اور ناپسندیدہ باتوں سے روکتی ہے اور اللہ کی یاد یقیناً سب کاموں سے بڑی ہے۔ (سورۃ العنکبوت: 46)

حقیقی عبادت سے دُوری نے آج کے مسلمانوں کی اکثریت کو حقیقی مسرتوں سے محروم کر رکھا ہے اور وہ عافیت اور خوشی کی تلاش میں مادی خواہشات کے جنگل میں گمراہ نظر آتی ہے۔ جہاں کہیں اُسے روشنی کی کرن دکھائی دیتی ہے وہ اپنی تمام تر کوششوں سے اُس کو پانے کے لئے بے چین ہو جاتی ہے اور اپنی تمام تر توانائی اُس کے حصول میں صرف کر دیتی ہے۔ لیکن ایسا کرنے سے محض ایک بے مقصد زندگی گزارتی چلی جارہی ہے جبکہ حقیقی خوشی اور مسرّت اُسے زندگی بھر مل نہیں پاتی۔ اس حقیقی خوشی کے حصول کا راز ہمیں آج کے دَور میں مامور زمانہ نے عبادت کی فلاسفی بیان کر کے سمجھایا ہے اور آپؑ کے نمونہ نے ہمیں اُس لذّت سے آگاہ بھی کیا ہے جس لذّت سے آپؑ کے پیروکار آشنا ہوئے اور پھر وصل الٰہی کی منزلوں کو پاتے چلے جانے میں کامیابی حاصل کی۔

اسلام ایک ایسا ضابطۂ حیات ہے جس میں عبادت کو ایک خصوصی اہمیت حاصل ہے اور نماز کو ہر خوشی کی معراج قرار دیا گیا ہے۔ آنحضرتﷺ نے بھی نماز کو اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک اور مومن و کافر کے درمیان فرق کی ایک علامت ٹھہرایا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیں نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''نماز کیا چیز ہے۔ نماز دراصل ربّ العزۃ سے دعا ہے جس کے بغیر انسان زندہ نہیں رہ سکتا اور نہ عافیت اور خوشی کا سامان مل سکتا ہے۔ جب خدا تعالیٰ اس پر اپنا فضل کرے گا اس وقت اسے حقیقی سرور اور راحت ملے گی۔ اس وقت سے اس کو نمازوں میں لذت اور ذوق آنے لگے گا جس طرح لذیذ غذاؤں کے کھانے سے مزا آتا ہے اسی طرح پھر گریہ و بکا کی لذت آئے گی اور یہ حالت جو نماز کی ہے پیدا ہو جائے گی۔ اس سے پہلے جیسے کڑوی دوا کو کھاتا ہے تا کہ صحت حاصل ہو۔ اسی طرح بے ذوقی نماز کو پڑھنا اور دعائیں مانگنا ضروری ہیں''۔ (ملفوظات جلد دوم ص615)

پس یہ ادراک ہر احمدی کو ہمیشہ رہنا چاہئے کہ جس عافیت اور مسرّت کے حصول کے لئے ہم نے مسیح زماں پر ایمان لانے کی سعادت حاصل کی ہے، اُس پاک وجود نے جن راہوں پر چلنے کی نصیحت فرمائی ہے، اُن راہوں پر چلتے ہوئے لقاء الٰہی کی منازل کو بھی حاصل کریں اور اپنی زندگیوں کو اطمینان اور خوشی سے بھی بھر لیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خشوع و خضوع سے بھرپور نمازوں کا نقشہ کھینچنے کی کوشش آپؑ کے بے شمار صحابہؓ نے کی ہے اور ہر ایک نے اپنے اپنے ذوق اور مشاہدہ کے مطابق اس بات کی شہادت دی ہے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک مقام پر فرماتے ہیں کہ اوائل ہی سے مسجد میرا مکان، صالحین میرے بھائی، یادِ الٰہی میری دولت ہے اور مخلوق خدا میرا اعیال اور خاندان ہے۔

حضرت میر محمد اسماعیل صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ ارکان دین میں سب سے زیادہ زور نماز پر دیتے کہ نمازیں سنوار کر پڑھا کرو۔

دراصل حضورؑ نے پہلے خود اس معیار کو عمدگی اور بلندی سے حاصل کیا۔ آپؑ کی ابتدائی زندگی پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی دلچسپیوں کا واحد محور اور مرکز نماز تھا۔ مسجد سے آپؑ کو فطری لگاؤ تھا اور زندگی اُس حدیث کے مطابق تھی کہ قیامت کے دن سات آدمی سایۂ رحمت الٰہی کے نیچے ہوں گے ان میں سے ایک وہ ہوگا جس کا دل خانہ خدا سے اٹکا رہتا ہے۔ جب آپ کی عمر نہایت چھوٹی تھی تو اس وقت آپ اپنی ہم سن لڑکی سے (جو بعد کو آپ سے بیاہی گئی) فرمایا کرتے تھے کہ دعا کر کہ خدا میرے نماز نصیب کرے۔

جب کوئی بڑا افسر یا رئیس حضورؑ کے والد مرزا غلام مرتضیٰ صاحب سے ملنے کے لئے آتا تھا تو کبھی پوچھتا کہ آپ کے بڑے لڑکے کے ساتھ تو ملاقات ہوتی رہتی ہے۔ لیکن آپ کے چھوٹے بیٹے کو کبھی نہیں دیکھا۔ وہ جواب دیتے کہ میرا وہ بیٹا مسیتڑ ہے۔ نہ نوکری کرتا ہے نہ کماتا ہے۔ اور پھر وہ ہنس کر کہتے کہ چلو اسے کسی مسجد میں مقرر کروا دیتا ہوں، دس من دانے تو گھر کھانے کو آجایا کریں گے۔

1876ء کے زمانہ کے متعلق پنڈت دیوی رام کی شہادت ہے کہ آپؑ ہندو اور عیسائی مذاہب کی کتب اور اخبارات کا مطالعہ فرماتے رہتے تھے۔ اور مسجد کے حجرہ میں رہتے تھے۔

روایات کے مطابق پچیس تیس سال کی عمر میں آپؑ پانچ وقت نماز اور روزہ کے عادی تھے۔ اس دَور میں حافظ معین الدین کے خرچ کے اس لئے متکفل ہو گئے کہ انہیں اپنے ساتھ رکھ کر نماز باجماعت ادا کرلیا کریں گے۔ حافظ صاحبؓ چودہ پندرہ برس کے تھے اور نہایت سقیم حالت میں تھے۔ حضرت مسیح موعودؑ اُن کو اپنے ساتھ لے گئے، کھانا کھلایا اور پھر کہا کہ حافظ تو میرے پاس رہا کر۔ حافظ صاحب کے لئے یہ دعوت غیر متوقع تھی۔ وہ بڑی شکرگزاری سے آپؑ کی خدمت میں رہنے کے لئے آمادہ ہوگئے لیکن کہا کہ مرزا جی! مجھ سے کوئی کام تو ہو نہیں سکے گا۔ آپؑ نے فرمایا کہ حافظ! کام تم نے کیا کرنا ہے۔ اکٹھے نماز پڑھ لیا کریں گے اور تُو قرآن شریف یاد کیا کر۔

حضورؑ کی سیر و تفریح بھی مسجد سے وابستہ تھی۔ عموماً مسجد میں ہی ٹہلتے رہتے۔

حضرت مرزا دین محمد صاحب آف لنگروال کی چشمدید شہادت ہے کہ قریباً 1872ء میں مَیں حضرت مرزا غلام مرتضیٰ صاحب کے گھر بوجہ رشتہ داری آتا جاتا تھا۔ مگر آپؑ کی گوشہ نشینی کی وجہ سے میں یہی سمجھتا تھا کہ اُن کا ایک ہی لڑکا غلام قادر ہے۔ مگر مسجد میں مَیں حضورؑ کو بھی دیکھتا تھا۔ پھر مجھے آپ سے اُنس ہو گیا اور آپ کے پاس آنے لگا۔ آپ مسجد میں فرض نماز ادا کرتے، سنّتیں اور نوافل مکان پر ہی ادا کرتے تھے عشاء کی نماز کے بعد سو جاتے اور نصف رات کے بعد تہجد نفل ادا کرتے۔ اس کے بعد مٹی کا دیا جلاتے اور تلاوت فجر کی اذان تک کرتے۔ جس چھوٹے سے کمرہ میں آپؑ کی رہائش تھی اس میں ایک چارپائی اور ایک تخت پوش تھا۔ چارپائی تو آپ نے مجھے دی ہوئی تھی اور خود تخت پوش پر سوتے تھے۔ فجر کی اذان کے وقت پانی کے ہلکے ہلکے چھینٹوں سے مجھے جگاتے تھے۔ یہی رسول کریم ﷺ کا طریق تھا۔ نماز فجر کے بعد آپ واپس آ کر کچھ عرصہ سو جاتے تھے کیونکہ رات کا اکثر حصہ عبادت الٰہی میں گذرتا تھا۔

حضرت میر ناصر نواب صاحب اپنی اہلیہ کے علاج کی غرض سے 1876ء کے اوائل میں قادیان آئے اور حضرت اقدسؑ کے والد سے علاج کراتے رہے۔ 1877ء میں حضرت میر صاحب کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے پہلی ملاقات اس وقت ہوئی تھی جب آپؑ ''براہین احمدیہ'' لکھ رہے تھے۔ ابتدائی ملاقات ہی سے دل پر حضرت مسیح موعودؑ کی تقویٰ شعاری، عبادت، ریاضت اور گوشہ گزینی نقش ہوگئی جس کا گھر میں کبھی کبھی اظہار کرتے ہوئے کہا کرتے تھے کہ ''مرزا غلام قادر کا چھوٹا بھائی بہت نیک اور متقی ہے''۔ حضرت میر صاحب کو آپؑ کے ساتھ اکثر نماز پڑھنے کا موقع ملتا تھا اور وہ نماز کے بعد حضورؑ سے علمی اور فقہی مسائل پر بھی مذاکرہ کیا کرتے تھے۔

نماز کا بڑا گہرا تعلق ظاہری و باطنی پاکیزگی سے ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ کے معمولات اور عادت میں یہ بات داخل تھی کہ آپ ہمیشہ حتیٰ کہ سفر میں بھی باوضو رہتے۔ ابتداء میں خود ہی اذان دیا کرتے اور خود ہی نماز میں امام ہوا کرتے تھے۔ نمازوں کے اوقات کی پابندی کا آپؑ پورا خیال رکھتے تھے۔ پانچوں وقت کی نماز کے واسطے مسجد میں تشریف لاتے تھے مگر وضو ہمیشہ گھر میں کر کے جاتے تھے۔

حضرت پیر سراج الحق صاحب نعمانی تحریر فرماتے ہیں: میں آپ کی خدمت میں تین مہینے تک رہا۔ اس زمانہ میں حضرت اقدسؑ سخت بیمار تھے اور نماز باجماعت کا اس حالت اور ضعف میں بھی نہایت التزام رکھتے تھے۔

حضرت مسیح موعودؑ کو دعویٰ سے قبل اور بعد میں بھی بارہا مختلف مصالح کیلئے سفر کرنے پڑے مگر ان میں بھی آپ نماز کا بھرپور اہتمام کرتے۔ آپؑ کے ایک ملازم غفار کا کام اتنا ہی تھا کہ جب آپ مقدمات کے لئے سفر کرتے تو وہ ساتھ ہوتا اور لوٹا اور مصلّی اس کے پاس ہوتا۔ ان دنوں آپ کا معمول یہ تھا کہ رات کو بہت کم سوتے، اکثر حصہ جاگتے اور رات بھر نہایت رقت آمیز لہجہ میں گنگناتے رہتے۔

ایک دفعہ ایک مقدمہ میں جبکہ حضورؑ کمرہ عدالت میں بہ سبب سماعت تشریف فرما تھے تو نماز ظہر کا وقت گزر گیا اور نماز عصر کا وقت بھی تنگ ہو گیا۔ تب حضور نے عدالت سے نماز پڑھنے کی اجازت چاہی اور باہر برآمدہ میں اکیلے ہی ہر دو نمازیں جمع کر کے پڑھیں۔

حضورؑ کو مقدمات کے لئے کئی سفر کرنے پڑے مگر مقدمات خواہ کتنے پیچیدہ، اہم اور آپؑ کی ذات یا خاندان کیلئے دُور رس نتائج کے حامل ہوتے آپ نماز کی ادائیگی کو ہر صورت میں مقدم رکھتے تھے۔ چنانچہ آپؑ نے ان مقدمات کے دوران میں کبھی کوئی نماز قضاء نہیں ہونے دی۔ بسا اوقات آپ خدا تعالیٰ کے حضور کھڑے عجز و نیاز کر رہے ہوتے اور مقدمہ میں طلبی ہو جاتی مگر آپ کے استغراق، توکل علی اللہ اور حضور قلب کا یہ عالم تھا کہ جب تک مولائے حقیقی کے آستانہ پر جی بھر کر الحاح وزاری نہ کر لیتے اس کے دربار سے واپسی کا خیال تک نہ لاتے۔ چنانچہ خود فرماتے ہیں: ''میں بٹالہ ایک مقدمہ کی پیروی کیلئے گیا۔ نماز کا وقت ہو گیا اور میں نماز پڑھنے لگا۔ چپڑاسی نے آواز دی مگر میں نماز میں تھا۔ فریق ثانی نے یک طرفہ کارروائی سے فائدہ اٹھانا چاہا مگر عدالت نے پرواہ نہ کی اور مقدمہ اس کے خلاف کر دیا۔ میں جب نماز سے فارغ ہوا تو مجھے خیال تھا کہ شاید حاکم نے قانونی طور پر میری غیر حاضری کو دیکھا ہو۔ مگر جب میں حاضر ہوا اور میں نے کہا کہ میں تو نماز پڑھ رہا تھا تو اس نے کہا میں تو آپ کو ڈگری دے چکا ہوں۔''

سر جیمز ولسن فنانشل کمشنر پنجاب ایک روزہ دورہ پر 21 مارچ 1908ء کو قادیان آئے۔ ان کے ہمراہ ڈپٹی کمشنر ضلع گورداسپور اور دیگر اعلیٰ افسران بھی تھے۔ اثنائے گفتگو میں فنانشل کمشنر صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ سے ملاقات کیلئے خواہش کا اظہار کیا تو حضورؑ اپنے بعض خدام کے ساتھ شام کو اُن سے ملنے تشریف لے گئے۔ فنانشل کمشنر صاحب نہایت اخلاق و اکرام سے احتراماً آگے آئے اور اپنے خیمہ کے دروازہ پر حضورؑ کا استقبال کیا۔ حضرت اقدسؑ نے پونے تین گھنٹہ تک دین اسلام کی خوبیوں اور اپنے سلسلہ کے اغراض و مقاصد پر گفتگو فرمائی اور آخر میں فرمایا کہ آپ دنیاوی حاکم ہیں خدا نے ہمیں دین کیلئے روحانی حاکم بنایا

ہے۔ جس طرح آپ کے وقت کاموں کے مقرر ہیں اسی طرح ہمارے بھی کام مقرر ہیں اب ہماری نماز کا وقت ہو گیا ہے۔ چنانچہ حضورؑ کھڑے ہو گئے تو فنانشل کمشنر بھی کھڑے ہو گئے اور خیمہ تک باہر آئے اور ٹوپی اتار کر سلام کیا۔

اکثر حضورؑ نے دوسروں کو نماز پڑھانے کا ارشاد فرمایا لیکن کبھی کبھار خود بھی نماز پڑھائی۔ حضورؑ کی آواز میں بہت درد ہوتا تھا کہ لوگوں کی چیخیں نکل جاتیں۔ جو نماز آپ لوگوں کے سامنے پڑھتے تھے اس کو چنداں لمبا نہ کرتے تھے۔

حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ لوگوں پر اپنے جذبات کو کبھی ظاہر نہ ہونے دیتے تھے۔ میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ آپ نماز باجماعت میں یا لوگوں کے سامنے کسی نماز میں اپنے خشوع وخضوع کو اس حد تک ظاہر کریں کہ آپؑ کے آنسو ٹپکنے لگیں یا آپؑ کی گریہ کی آواز سنائی دے۔ حضرت مسیح موعودؑ نماز میں جلدی نہ کرتے تھے بلکہ سکون کے ساتھ آہستگی سے رکوع اور سجدے میں جاتے اور آہستگی کے ساتھ اٹھتے تھے۔ وفات سے دو تین سال قبل جب کہ حضورؑ نماز مغرب وعشاء کے واسطے باہر مسجد میں تشریف نہ لا سکتے، گھر کے اندر عورتوں اور اولاد کو جمع کر کے نماز پڑھاتے اور مغرب وعشاء جمع کی جاتی۔

نماز تہجد کے واسطے آپؑ بہت پابندی سے اٹھا کرتے۔ فرمایا کرتے کہ تہجد کے معنے ہیں: سو کر اٹھنا، جب ایک دفعہ آدمی سو جائے اور پھر نماز کے واسطے اٹھے تو وہی اس کا وقت تہجد ہے۔ عموماً آپ تہجد کے بعد سوتے نہ تھے۔ صبح کی نماز تک برابر جاگتے رہتے۔ کئی صحابہؓ کا بیان ہے کہ اگر ہم حضورؑ کے پاس بھی سو رہے ہوتے تو حضورؑ کے تہجد کے لئے اٹھنے کی خبر نہ پاتے بلکہ حضورؑ کی آواز جب نماز میں کبھی بلند ہوتی تو ہماری آنکھ کھلتی یا پھر حضورؑ ہمیں نماز کے لئے جگا دیتے۔ حضرت حافظ حامد علی صاحبؓ کا بیان ہے کہ ''تہجد کے وقت گاہے گاہے جب آپ کی آواز خشوع و خضوع کے سبب سے بے اختیار بلند ہوتی مجھے خبر ہو جاتی ...... سجدہ کو بہت لمبا کرتے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس گریہ وزاری میں آپ پگھل کر بہہ جائیں گے۔''

حضرت اماں جان بیان فرماتی ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ نماز پنجوقتہ کے سوا عام طور پر دو قسم کے نوافل پڑھا کرتے تھے۔ ایک نماز اشراق (دو یا چار رکعت) جو آپ کبھی کبھی پڑھتے تھے اور دوسرے نماز تہجد (آٹھ رکعت) جو آپ ہمیشہ پڑھتے تھے سوائے اس کے کہ زیادہ بیمار ہوں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نماز تہجد کے علاوہ دن کے وقت بھی بیت الدعاء کو بند کر کے دو گھنٹہ کے قریب بالکل علیحدگی میں مصروف عبادت رہا کرتے تھے۔ ایام سفر میں بھی آپ کے واسطے کوئی چھوٹا سا کمرہ خلوت کے واسطے بالکل الگ کر دیا جاتا۔ ابتدائی زمانہ میں عموماً تلاش خلوت میں باہر جنگل میں چلے جایا کرتے اور علیحدگی میں بیٹھ کر عبادت الٰہی کرتے۔

سیالکوٹ میں اپنے قیام کے دوران بھی کئی روایات ملتی ہیں کہ آپؑ کچہری سے واپس آکر دروازہ بند کر کے قرآن پڑھتے رہتے۔ بعض وقت سجدہ میں گر جاتے اور لمبے لمبے سجدے کرتے اور یہاں تک روتے کہ زمین تر ہو جاتی۔

حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکیؓ فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ

قیام نماز احمدی کی پہچان

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''یاد رکھو یہی مسلمان کی شان ہے اور یہی ایک احمدی کی بھی شان اور پہچان ہونی چاہئے اور ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والا ہو۔ اور یہی عبادتیں ہیں جو اسے عاجزی میں بھی بڑھائیں گی اور یہی عاجزی ہے جو پھر اسے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کا موقع بھی مہیا کرے گی۔ ...... اور پھر یہ کہ عبادتیں کرنے والے عبادتوں میں تھکتے بھی نہیں، بے صبرے بھی نہیں ہوجاتے۔ یہ سوال بھی نہیں اٹھاتے کہ پانچ وقت کی نمازیں پڑھنی مشکل ہیں۔ بلکہ اپنی پیدائش کے مقصد کو پہچانتے ہوئے خدا تعالیٰ کے سامنے جھکے رہتے ہیں۔

...... مرنے کے بعد سب سے پہلا امتحان جس میں سے ایک انسان کو گزرنا ہے وہ نماز ہے، تو کس قدر اس کی تیاری ہونی چاہئے ...... صرف نمازوں کی ادائیگی نہیں بلکہ انسان جو کہ کمزور واقع ہوا ہے اسے یہ دیکھنا اور سوچنا چاہئے کہ کسی وقت ایسا بھی ہوسکتا ہے کہ میرے فرض صحیح حق کے ساتھ ادا نہ ہوئے ہوں تو کوشش کر کے نفل بھی ادا کرنے کی کوشش کرے۔ یہ ایک مومن کا اعلیٰ معیار ہے تا کہ اللہ تعالیٰ کے پیار کو جذب کرنے والا بنے۔ ...... پس نماز مومن کے لئے ایک ایسی چیز ہے جس کا خیال رکھنا، اس میں باقاعدگی رکھنا، یہی وہ باتیں ہیں جو ایک مومن اور غیر مومن میں فرق کرنے والی ہیں۔'' (خطبہ جمعہ 3 دسمبر 2004ء۔ الفضل 29 مارچ 2005ء)

کے زمانہ حیات میں جو بات بار بار میرے تجربہ میں آئی یہ تھی کہ دعا کرنے اور نماز پڑھنے کی سمجھ اور لذت ان نمازوں کے ذریعہ آئی جو حضور اقدسؑ کی معیت میں پڑھی گئیں۔ علاوہ اس کے دعا کرنے پر جواب بھی فوراً مل جاتا۔

نماز تہجد اور دیگر نمازوں سے متعلق چند روایات کے بیان کے بعد یہ امر بھی قارئین کے لئے دلچسپی کا باعث ہوگا کہ دعاؤں کے دیگر مواقع بھی حضور علیہ السلام کی زندگی میں بارہا آئے اور حضورؑ نے اپنے عمل سے یہ ثابت فرمایا کہ مومن کی زندگی میں نماز اور دعا سے بڑھ کر اور کوئی چیز نہیں۔

نماز جنازہ عموماً حضورؑ خود پڑھاتے تھے۔ حضرت پیر سراج الحق صاحب فرماتے ہیں کہ ایک نوجوان کو کسی گاؤں سے علاج کیلئے قادیان لایا گیا لیکن وہ چند روز بیمار رہ کر وفات پا گیا۔ صرف اس کی ضعیفہ والدہ ساتھ تھی۔ حضرت اقدسؑ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ بعض کو بوجہ لمبی لمبی دعاؤں کے نماز میں دیر لگنے کے چکر بھی آ گیا اور بعض گھبرا اٹھے۔ بعد سلام کے فرمایا کہ اس کیلئے ہم نے دعاؤں میں بس نہیں کی جب تک اس کو بہشت میں داخل کرا کر چلتا پھرتا نہ دیکھ لیا۔ رات کو اس کی والدہ ضعیفہ نے بھی خواب دیکھا کہ وہ بہشت میں بڑے آرام سے ٹہل رہا ہے اور اس نے کہا کہ حضرت کی دعا سے مجھے بخش دیا اور مجھ پر رحم فرمایا اور جنت میرا ٹھکانا کیا۔ گو کہ اس کی والدہ کو اس کی موت سے سخت صدمہ تھا لیکن اس مبشر خواب کے دیکھتے ہی وہ ضعیفہ خوش ہو گئی اور تمام صدمہ اور رنج غم بھول گئی اور یہ غم مبدل بہ راحت ہو گیا۔

آپؓ مزید فرماتے ہیں کہ میاں جان محمد صاحبؓ کی نماز جنازہ حضرت اقدسؑ نے اتنی لمبی پڑھائی کہ مقتدیوں کے پیر دکھنے لگے اور ہاتھ باندھے باندھے درد کرنے لگے۔ جب نماز جنازہ سے فارغ ہوئے تو کسی نے عرض کیا کہ: حضور اتنی دیر نماز میں لگی کہ تھک گئے ہوں گے۔ آپؑ نے فرمایا: ہمیں تھکنے سے کیا تعلق، ہم تو اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے تھے اس سے مرحوم کے لئے مغفرت مانگتے تھے۔ مانگنے والا بھی کبھی تھکا کرتا ہے جو مانگنے سے تھک جاتا ہے وہ رہ جاتا ہے۔ جس سے ذرا سی بھی امید ہوتی ہے وہاں سائل ڈٹ جاتا ہے اور بارگاہ احدیت میں تو ساری امیدیں ہیں۔

حضورؑ نے گرہن لگنے پر نماز کسوف و خسوف اور بارش کے لئے نماز استسقاء بھی ادا فرمائی۔ اسی طرح سفر سے پہلے آپ دو نفل پڑھ لیتے تھے۔

اہم بات یہ ہے کہ حضور اختلافی مسائل کی بحث میں کبھی نہ جاتے۔ روایات میں آتا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ آمین بالجہر نہ کرتے تھے، رفع یدین نہ کرتے تھے، بسم اللہ بالجہر نہ پڑھتے تھے لیکن ایسا کرنے والوں کو روکتے بھی نہ تھے۔ ہاتھ سینے پر باندھتے تھے لیکن نیچے باندھنے والوں کو نہ روکتے تھے۔ حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ ہمیشہ بسم اللہ اور آمین بالجہر کرتے اور گاہے گاہے رفع یدین کرتے تھے۔ حضرت مسیح موعودؑ کی مسجد میں ان امور کو موجب اختلاف نہ گردانا جاتا تھا۔ تاہم حضورؑ اس بات پر زور دیتے تھے کہ مقتدی کو امام کے پیچھے بھی سورۃ فاتحہ پڑھنی ضروری ہے لیکن میں یہ نہیں کہتا کہ جو شخص سورۃ فاتحہ نہیں پڑھتا اس کی نماز نہیں ہوتی کیونکہ بہت سے بزرگ اور اولیاء اللہ ایسے گزرے ہیں جو سورۃ فاتحہ کی تلاوت ضروری نہیں سمجھتے تھے اور میں ان کی نمازوں کو ضائع شدہ نہیں کہتا۔

آپؑ کی زندگی کا یہ دستور العمل بہت نمایاں ہے کہ دعا کے لئے الگ جگہ رکھتے تھے بلکہ آخر حصہ عمر میں تو آپ اکثر فرماتے کہ ہر طرح اتمام حجت کیا، اب جی چاہتا ہے کہ میں صرف دعائیں کیا کروں۔ دعاؤں کے ساتھ آپؑ کو ایک خاص مناسبت تھی۔ آپؑ کی روح ہر وقت دعا کی طرف متوجہ رہتی تھی۔ ہر مشکل کی کلید آپ دعا کو یقین کرتے تھے۔ چنانچہ 13 مارچ 1903ء کو جمعہ کے بعد بیت الفکر کے ساتھ ایک مقدس کمرہ کی بنیاد رکھی جس کا نام ''بیت الدعا'' تجویز فرمایا۔

حضورؑ کی جس روز وفات ہوئی اُس روز آپؑ کا آخری عمل بھی نماز فجر کی ادائیگی ہی تھا۔ جب ہوش آتا تو نماز شروع فرماتے لیکن ضعف اور بیہوشی کی وجہ سے پوری نہ کر پاتے۔ پھر ہوش آتا تو دوبارہ نماز ہی ادا فرمانے لگتے۔

اس امر میں کوئی بھی شک نہیں کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی ساری زندگی ہی اپنے ربّ کی عبادت کا نہایت اعلیٰ نمونہ تھی اور آپؑ کی ساری زندگی دعا کے گرد گھومتی تھی۔ لیکن آپؑ کا دل اپنے آقا و مولیٰ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرح نماز اور مسجد میں ہی لگتا تھا اور نماز کی ادائیگی کے دوران آپؑ کو دیکھ کر یوں محسوس ہوتا تھا کہ آپ اللہ تعالیٰ کے حضور اس طرح حاضر ہیں کہ حدیث مبارکہ کے مطابق گویا اپنے معبود حقیقی کو دیکھ رہے ہیں اور اُس سے مناجات کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپؑ کی دعاؤں کے طفیل ہمیں بھی لذّت نماز عطا فرمائے۔ آمین

بقیہ: **اصحاب احمد اور تابعین کا شوق عبادت**

نے یہ بتائی کہ میری بیوی کٹر کیتھولک ہے وہ ہمیشہ مجھے کہا کرتی ہے کہ فلاں منسٹر نے بہت اچھی سروس کی اور اس کا دل پر بڑا اثر ہوا ہے۔ تم بھی کبھی آؤ۔ انہوں نے کہا کہ آپؒ کے ساتھ جو دو تین دن گزارے ہیں اور آپ کی نمازیں دیکھی ہیں تو میں نے اپنی بیوی سے جا کر کہا کہ تمہیں پتہ نہیں کہ روحانیت کیا ہوتی ہے۔ تم احمدیوں کو نماز پڑھتے دیکھو تو تمہیں پتہ لگے کہ دل کی کیا کیفیت ہوتی ہے۔ بعد میں انہوں نے اور ان کے سٹاف نے کہا کہ دل سے تو ہم اسلام کے پیروکار ہو چکے ہیں اب دیر یہ ہے کہ اپنے خاندانوں کو سمجھا لیں۔ چنانچہ بعد میں انہوں نے بیعت کر لی۔

امر واقعہ یہ ہے کہ نمازوں کے ذریعہ جو خوشگوار تبدیلی کسی میں پیدا ہوتی ہے اُس کا بہترین اظہار احمدیوں کے عمل سے ہوتا ہے جسے غیر بھی محسوس کرتے ہیں اور برملا اس کا اظہار بھی کرتے ہیں۔ عبادت کی اس خوشبو کے احساس کی وجہ یہی ہے کہ احمدیوں کی نمازیں ذکر الٰہی سے بھرپور اور ایسی نمازیں ہیں جو اگرچہ زمین پر ادا کی جاتی ہیں لیکن آسمان پر قبولیت کا درجہ پاتی ہیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے وقت ہمیں چاہئے کہ ایسی ہی نمازوں کے میسر آنے کے لئے دعا کریں اور نمازوں کے حوالہ سے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے اس ارشاد کو پیش نظر رکھیں:

''جب بھوکے آدمی کے کان میں یہ آواز پڑتی ہے کہ برتن لگ گئے ہیں تو خوشی تو ہوتی ہے لیکن اس سے بہتر آواز یہ ہے کہ کھانا لگ گیا ہے۔ برتن لگنا بھی اچھی بات ہے کیونکہ اس سے کھانے کے قرب کی خوشبو آنے لگتی ہے لیکن جب کھانا لگ جائے تو ایک بھوکے کے لئے اس سے بہتر اور کوئی آواز نہیں۔ جب یہ اطلاع ملتی ہے کہ نمازیوں سے مسجد بھر گئی ہے تو یہ اطلاع ایسی ہی ہے جیسے کہا جائے کہ برتن لگ گئے ہیں۔ جب تک نمازیں خدا کے پیار سے اور اس کی محبت سے اور اس کے عرفان سے اور اس کی حمد اور اس کی ثناء سے بھر نہیں جاتیں اس وقت تک یہ آواز وہ آواز بہرحال نہیں ہے کہ کھانا لگ گیا ہے۔......بھری ہوئی نماز سے کیا مراد ہے؟ جیسا کہ میں نے بیان کیا سب سے پہلے تو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے نماز بھرنی چاہئے، پھر ان مطالب سے نماز بھرنی چاہئے جو نماز کے الفاظ میں موجود ہیں۔...... جب تک اللہ تعالیٰ سے تعلق قائم نہ ہو اور نماز کا مقصد واضح نہ ہو اس وقت تک مطالب معلوم ہونے کے باوجود بھی نمازیں نہیں بھرے گی۔ بعض دفعہ پھل موٹا بھی ہو جاتا ہے لیکن پکتا نہیں۔ تو جو لذت پکے ہوئے پھل کے کھانے سے حاصل ہوتی ہے۔ اگر کچے پھل پر آپ منہ ماریں تو بالکل اس کا برعکس نتیجہ نکلتا ہے۔ بعض پھل جو پکنے کے بعد نہایت شیریں ہو جاتے ہیں، رس سے بھر جاتے ہیں اگر کچے کھائے جائیں تو نہ صرف یہ کہ شدید تکلیف پہنچتی ہے بلکہ بعض دفعہ عوارض لگ جاتے ہیں اس لئے نماز کو صرف مطالب سے پڑھنا کافی نہیں جب تک ان مطالب میں اللہ تعالیٰ کی محبت کا رس داخل نہ ہو جائے، اس وقت تک ان مطالب میں مزہ نہیں آسکتا اور نماز کے ساتھ ایک ذاتی لگاؤ پیدا نہیں ہو سکتا''۔ (خطبات طاہر جلد 4 ص 955 تا 957)

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنا ایسا عبادت گزار بندہ بننے کی توفیق عطا فرمائے کہ یہ عبادت ہی ہماری پہچان بن جائے۔ آمین

اصحاب احمد اور تابعین کا شوق عبادت

(فرّخ سلطان محمود)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی قوت قدسی سے اپنے پیروکاروں میں بھی عبادت کی ایسی روح پھونک دی تھی کہ وہ بھی فانی فی اللہ ہوکررہ گئے تھے۔ حضور علیہ السلام خود فرماتے ہیں: ''پنجاب اور ہندوستان سے ہزار ہا سعید لوگوں نے میرے ہاتھ پر بیعت کی ہے اور ...... بعد بیعت میں نے ایسی تبدیلی پائی ہے کہ جب تک خدا کا ہاتھ کسی کو صاف نہ کرے ہرگز ایسا صاف نہیں ہوسکتا۔ اور میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ میرے ہزار ہا صادق اور وفادار مرید بیعت کے بعد ایسی پاک تبدیلی حاصل کر چکے ہیں کہ ایک ایک فرد ان میں بجائے ایک ایک نشان کے ہے''۔ (حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 ص 249)

حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کا قول ہے: ''ہر ایک درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے''۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ''اس درخت کو اس کے پھلوں سے اور اس نیّر کو اس کی روشنی سے شناخت کروگے''۔ چنانچہ حقیقت بھی یہی ہے کہ جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نہ صرف اپنی حیات مبارکہ عبادات اور دعاؤں سے معمور نظر آتی ہے وہاں آپؑ کے پیروکاروں کی زندگیاں بھی عبادات کے نُور سے منور اور معطر نظر آتی ہیں۔ اس مضمون میں معبود حقیقی کے اس بے مثال عاشق کے پیروکاروں کے شوقِ عبادت کی صرف ایک جھلک پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں:

حضرت حاجی غلام احمد صاحبؓ تحریر فرماتے ہیں: فروری 1903ء میں خاکسار قادیان گیا تو ہروقت نماز، درس القرآن اور اسرار حق کا بیان ہی دیکھا۔ مجھے حقہ کی عادت تھی، میں نے کسی جگہ بھی حقہ نہ دیکھا اور اس سے متاثر ہوکر حقہ کو خیرباد کہہ دیا۔ مہمان خانہ میں شہزادہ عبداللطیف صاحبؓ اور دیگر افغان بھی فروکش تھے۔ رات کے وقت جب بھی آنکھ کھلتی تو ان لوگوں کو تہجد پڑھتے دیکھتا۔ نماز فجر کے بعد تمام طلباء تلاوت قرآن کریم میں مشغول دیکھے گئے۔ شیخ غلام احمد صاحب شیر فروش کی دکان پر بعض لوگ خود ہی حسب ضرورت دودھ پی لیتے اور قیمت رکھ جاتے۔ ایک دفعہ مسلسل ایک ماہ قادیان میں رہ کر جب اپنے گاؤں کریام آیا تو ایک شخص کو گالی نکالتے سنا۔ میں نے کہا پورے ایک ماہ بعد یہ ناشائستہ آواز میرے کانوں میں پڑی ہے۔

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحبؓ فرماتے ہیں کہ حضورؑ کے زمانہ میں اس عاجز نے نمازوں میں اور خصوصاً سجدوں میں لوگوں کو بہت زیادہ روتے سنا ہے رونے کی آوازیں مسجد کے ہر گوشہ سے سنائی دیتی تھیں۔ اور حضرت صاحب نے اپنی جماعت کے اس رونے کا فخر کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے متعلق یہ روایت ہے کہ ایک دفعہ مسجد اقصیٰ میں درس دیتے ہوئے اچانک آپؓ کو شدید ضعف ہوگیا۔ آپؓ بیٹھ گئے، ہاتھ پاؤں سرد ہوگئے۔ چلنے کی قوت نہ رہی، چارپائی پر اٹھا کر لائے۔ مگر راستے میں جب مسجد مبارک کے پاس پہنچے تو فرمایا کہ مجھے گھر نہ لے جاؤ مسجد میں لے جاؤ۔ بمشکل تمام مسجد کی چھت پر پہنچ کر نماز پڑھی اور باوجود تکلیف کے نماز مغرب کے بعد ایک رکوع کا درس دیا۔ پھر چارپائی پر اٹھا کر گھر تک لائے گئے۔

آپؓ کا آخری عمل بھی نماز تھا۔ 13 مارچ 1914ء کی دوپہر 2 بجکر 20 منٹ کے قریب عین حالت نماز میں اپنے رفیق اعلیٰ سے جاملے۔

حضرت حافظ معین الدین صاحبؓ اگرچہ آنکھوں سے نابینا تھے لیکن نماز کے لئے اذان دینے اور پہلی صف میں کھڑے ہوکر نماز ادا کرنے کے انتہائی دلدادہ تھے۔ ایک عرصہ تک حضرت اقدسؑ کے امام الصلوٰۃ ہونے کی بھی سعادت ملی۔ اسی طرح حضرت بابا کرم الٰہی صاحبؓ بھی وفات سے قریباً پانچ سال قبل بینائی سے محروم ہوگئے لیکن دیواروں کے سہارے باقاعدہ مسجد پہنچتے۔ آپؓ کا معمول تھا کہ سب سے پہلے مسجد آتے اور سب سے آخر میں واپس آتے۔

یہی حالت حضرت بابا صدرالدین صاحبؓ کی تھی کہ وہ بھی نابینا ہونے کے باوجود جب تک قدم اٹھ سکتے تھے، نماز کے لئے مسجد پہنچتے رہے۔

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ کو نماز سے بے انتہا شغف تھا کہ 1905ء میں کثرت پیشاب کی شکایت ہونے کے باوجود التزام سے مسجد میں نمازیں ادا کرتے رہے اور حضرت مسیح موعودؑ نے جب آپکی بیماری کے پیش نظر حیرت کا اظہار کیا تو عرض کیا کہ حضورؑ کی دعا ہی ہے جو اس ہٹ اور استقلال سے حاضر ہوتا ہوں ورنہ بعض اوقات قریب بہ غش ہوجاتا ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے خادم خاص حضرت حافظ حامد علی صاحبؓ کے بارہ میں فرماتے ہیں: ''مَیں نے اس کو دیکھا ہے کہ ایسی بیماری میں جو نہایت شدید اور مرض الموت معلوم ہوتی تھی اور ضعف اور لاغری سے میت کی طرح ہوگیا تھا، التزام ادائے نماز پنجگانہ میں ایسا سرگرم تھا کہ اس بیہوشی اور نازک حالت میں جس طرح بن پڑے نماز پڑھ لیتا ہے۔ مَیں جانتا ہوں کہ انسان کی خداترسی کا اندازہ کرنے کے لئے اس کے التزام نماز کو دیکھنا کافی ہے کہ کس قدر ہے اور مجھے یقین ہے کہ جو شخص پورے پورے اہتمام سے نماز ادا کرتا ہے اور خوف اور بیماری اور فتنہ کی حالتیں اس کو نماز سے روک نہیں سکتیں وہ بے شک خدا تعالیٰ پر ایک سچا ایمان رکھتا ہے''۔ (ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 540)

حضرت مصلح موعودؓ کے بارہ میں حضرت سیدہ مریم صدیقہ (حرم حضرت مصلح موعودؓ) فرماتی ہیں: ''حضرت مصلح موعودؓ باجماعت نماز تو مختصر پڑھاتے تھے لیکن علیحدگی میں جب آپ نماز پڑھ رہے ہوتے تھے تو آپکو عبادت الٰہی میں اتنا انہماک ہوتا تھا کہ پاس بیٹھنے والا محسوس کرتا تھا کہ یہ شخص اس دنیا میں نہیں ہے۔ میں نے آپؓ کو اس طرح روتے، کہ پاس بیٹھنے والا آواز سنے، بہت کم دیکھا ہے لیکن

آنکھوں سے رواں آنسو ہمیشہ نماز پڑھتے میں دیکھے۔ چہرہ کے جذبات سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ گویا اپنی جان اور اپنا دل ہتھیلی پر رکھے اللہ تعالیٰ کی نذر کر رہے ہیں۔ نماز باجماعت کا اتنا خیال تھا کہ جب بیمار ہوتے اور مسجد نہ جاسکتے تو گھر ہی میں اپنے ساتھ عموماً مجھے کھڑا کرلیا کرتے اور جماعت سے نماز پڑھا دیتے تاکہ نماز باجماعت کی ادائیگی ہوجائے۔

حضرت اماں جانؓ کے متعلق حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ فرماتے ہیں: بہت خشوع وخضوع سے، بہت سنوار کر نمازیں ادا کرنے والی، بہت دعائیں کرنے والی، کبھی میں نے آپ کو کسی حالت میں بھی جلدی جلدی نماز پڑھتے نہیں دیکھا۔ تہجد اور اشراق بھی جب تک طاقت رہی، باقاعدہ ادا فرماتی رہیں۔

حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ فرماتی ہیں: حضرت اماں جانؓ نے اپنے بیٹے بشیر اول کی وفات کے وقت صبر اور قیام نماز کا جو نمونہ دکھایا وہ بے مثال ہے۔ آپ نے جب دیکھا کہ بچے کے اب بچنے کی کوئی صورت نہیں تو آپ نے فرمایا کہ میں پھر اپنی نماز کیوں قضاء کروں۔ چنانچہ آپ نے وضو کر کے نماز شروع کردی اور نہایت اطمینان کے ساتھ نماز ادا کر کے دریافت فرمایا کہ بچے کا کیا حال ہے تو اس کے جواب میں بتلایا گیا کہ بچہ فوت ہوگیا ہے۔ تو آپ اناللّٰہ پڑھ کر خاموش ہوگئیں۔

1906ء میں ملک کرم الٰہی صاحب کی اہلیہ قادیان آئیں تو واپسی پر اپنے قلبی تاثرات بیان کرتے ہوئے لکھا: مرزا صاحب کے ہاں دینداری کا یہ حال ہے کہ نماز کے اوقات خاص کر قابل دید تھے۔ بچے سے لے کر بوڑھے تک، کیا عورت کیا مرد بڑے خشوع وخضوع سے سربسجود نظر آتے تھے قادیان میں سوائے قرآن اور نماز پڑھنے کے کوئی دوسرا کام ہی نہیں...... میں دعویٰ سے کہتی ہوں کہ مرزا صاحب کے گھر کی دینداری بے نظیر ہے۔ میں اماں جان کی نماز کا چشم دید واقعہ بیان کرتی ہوں کہ وہ نماز میں زار زار رو رہی ہیں اور منہ کے آگے دوپٹہ آنسوؤں سے تر ہوگیا مگر جھٹ دوپٹہ کا وہ پلہ پیچھے کرلیا کہ مبادا ریا نہ پایا جاوے اور اس خشوع وخضوع سے نماز ادا کی کہ ہم حیران ہوگئیں۔

حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ کے متعلق صاحبزادی فوزیہ شمیم صاحبہ تحریر کرتی ہیں: میں نے آپ کو بچپن سے قریب سے دیکھا ہے آپ گھنٹوں عبادت میں گزارتیں۔ دوپہر کو کھانے سے پہلے نماز ظہر کی نماز علیحدہ کمرہ میں ادا کرتیں اور بہت لمبا وقت دعاؤں میں لگاتیں۔ مغرب کی نماز کا تو رنگ ہی اور تھا۔ مغرب کے بعد نوافل عشاء تک جاری رہتے اور اس قاعدہ میں مَیں نے کبھی فرق نہیں دیکھا۔ اتنی عبادات کے بعد بعض اوقات آپ کو ضعف کی شکایت ہوجاتی۔''

حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ کے متعلق مکرمہ صاحبزادی امۃ الشکور صاحبہ لکھتی ہیں: ''بچپن سے جو بات میں نے دیکھی وہ بڑی امی کا بڑے اہتمام سے نماز پڑھنا تھا۔ اکیلے کمرہ میں نیم تاریکی میں نماز پڑھا کرتی تھیں اور نماز کے وقت شور سے گھبراتی تھیں اس لئے خاموشی کا خاص خیال رکھا جاتا۔ لیکن کوئی ہنگامہ ہو، شادی کی محفل ہو، بڑی امی اسی طرح وقت پر اہتمام سے نماز ادا کرتیں۔

نماز تزکیہ نفس کا ذریعہ ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ کا حضرت مسیح موعود سے جماعت کی ترقیات کا وعدہ ہے اور وہ سچے وعدوں والا خدا ہے اور اس کے وعدے پورے ہوتے ہوئے ہم نے ماضی میں بھی دیکھے، آج بھی دیکھ رہے ہیں اور آئندہ بھی انشاء اللہ دیکھیں گے۔ لیکن ہر فرد جماعت کو ہمیشہ یہ ذہن میں رکھنا چاہئے کہ اس کی ذات وعدوں کے پورا ہونے کی مصداق تب بنے گی جب اپنے تزکیہ کی طرف توجہ دے گا۔...... اللہ تعالیٰ نے تزکیہ نفس کے لئے، برائیوں سے بچنے کے لئے نماز کو ایک بہت بڑا ذریعہ قرار دیا ہے...... پس نماز کی طرف توجہ ہر احمدی کی بنیادی ذمہ داری ہے۔ لیکن کس طرح؟ کیا صرف ایک دو نمازیں؟ نہیں، بلکہ پانچ وقت کی نمازیں۔ اگر یہ نہیں تو عبادت کے معیار حاصل کرنے کا ابھی بہت لمبا سفر طے کرنا ہے۔ پہلوں سے ملنے کے لئے ابھی بہت محنت کی ضرورت ہے۔ پانچ فرض نمازیں تو وہ سنگ میل ہے جہاں سے معیاروں کے حصول کا سفر شروع ہونا ہے۔ پانچ نمازیں تو نیکی کا وہ بیج ہے جس نے پھلدار درخت بننا ہے۔...... پس نیکی کے اس بیج کو ہمیں اپنے دلوں میں اس حفاظت سے لگانا ہوگا اور اس کی پرورش کرنی ہوگی کہ کوئی موسمی اثر اس کو ضائع نہ کر سکے۔ اگر ان نمازوں کی حفاظت نہ کی تو جس طرح کھیت کی جڑی بوٹیاں فصل کو دبا دیتی ہیں یہ بدیاں بھی پھر نیکیوں کو دبا دیں گی۔...... اگر ہم شیطان سے بچ گئے اور اس کو اپنے اوپر حاوی نہ ہونے دیا تو سمجھو کہ ہم نمازوں کی حفاظت کرنے والے ہیں اور جب یہ صورت ہوگی تو جیسا کہ پہلے ذکر ہوچکا ہے پھر نماز ہماری حفاظت کرے گی۔...... یہ ایک مسلسل عمل ہے......''

(خطبہ جمعہ 15 فروری 2008ء۔ الفضل 8 اپریل 2008ء)

صبح کے وقت قرآن شریف پڑھ رہی ہوتیں۔ نماز آپؓ کی روح کی غذا تھی۔ لمبی نمازوں کے بعد اکثر نہایت درجہ ضعف ہوجاتا۔ بالکل اسی طرح جیسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ''میں اتنی دعا کرتا ہوں کہ دعا کرتے کرتے ضعف کا غلبہ ہوجاتا ہے اور بعض اوقات غشی اور ہلاکت تک نوبت پہنچ جاتی ہے''۔

حضرت مولانا سید محمد سرور شاہ صاحبؓ کی صاحبزادی حلیمہ بیگم نزع کی حالت میں تھیں کہ اذان کی آواز آئی۔ آپؓ نے بچی کا ماتھا چوما اور سر پر ہاتھ پھیر کر اُسے خدا کے سپرد کر کے مسجد چلے گئے۔ نماز کے بعد جب واپس جلدی آنے لگے تو لوگوں کے پوچھنے پر بتایا کہ بچی کو نزع کی حالت میں چھوڑ کر آیا تھا، اب تک فوت ہوچکی ہوگی۔ چنانچہ بعض دوست آپؓ کے ہمراہ گھر تک آئے تو بچی وفات پاچکی تھی۔

حضرت مولانا سید محمد سرور شاہ صاحبؓ کو نماز باجماعت کا اس قدر خیال تھا کہ شدید بیماری میں بھی نماز باجماعت ادا کرتے۔ آخری بیماری میں ایک دن بخار کی حالت میں مسجد تشریف لے گئے تھرمامیٹر لگایا گیا تو بخار 105 درجہ تھا۔ آپؓ بیماری اور ضعف کی حالت میں بھی مسجد جانا ترک نہ کرتے۔ وفات سے چند روز قبل ایسی

سردار دیوان سنگھ مفتون ایڈیٹر ریاست دہلی کی گواہی ہے: ہم کہہ سکتے ہیں کہ جہاں تک اسلامی شعار کا تعلق ہے ایک معمولی احمدی کا دوسرے مسلمانوں کا بڑے سے بڑا مذہبی لیڈر بھی مقابلہ نہیں کرسکتا کیونکہ احمدی ہونے کیلئے یہ لازمی ہے وہ نماز روزہ، زکوٰۃ اور دوسرے اسلامی احکام کا عملی طور پر پابند ہو۔

مکرم غلام احمد چشتی صاحب معلم وقف جدید پہلے فوج میں ملازم تھے۔ دوسری جنگ عظیم کے اختتام پر آپ کو فوج سے فارغ کرتے ہوئے آپ کے افسر نے لکھا کہ اس نوجوان کے دماغ میں کوئی عارضہ ہے جس کی وجہ سے یہ راتوں کو اٹھ اٹھ کر عبادت کرتا اور روتا ہے۔

ہی حالت میں مسجد جاتے ہوئے دو بار گر پڑے۔

حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ نماز باجماعت کے ایسے پابند تھے کہ آخری عمر میں جب کہ چلنا بھی مشکل ہوگیا تھا آپ نماز باجماعت پڑھتے تھے اور کبھی اس میں ناغہ نہ کرتے تھے۔

حضرت نواب محمد عبداللہ خان صاحبؓ کے بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ایک بار فرمایا کہ نماز کے عاشق تھے، خصوصاً نماز باجماعت کے قیام کے لئے آپؓ کا جذبہ اور جدوجہد امتیازی شان کے حامل تھے۔ بڑی باقاعدگی سے پانچ وقت مسجد جانے والے۔ جب دل کی بیماری سے صاحب فراش ہوگئے تو اذان کی آواز کو بھی اس محبت سے سنتے جیسے محبت کرنے والے اپنی محبوب آواز کو۔ جب ذرا چلنے پھرنے کی سکت پیدا ہوئی تو بسااوقات گھر کے لڑکوں میں سے ہی کسی کو پکڑ کر آگے کر لیتے اور نماز باجماعت ادا کرنے کے جذبہ کی تسکین کر لیتے۔

حضرت سیدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہؓ کو نماز کا اس قدر فکر رہتا تھا کہ ایک دفعہ شدید بیماری میں دو دن بیہوش رہیں۔ ہوش میں آئیں تو کمزوری کی وجہ سے بات نہ کرسکتی تھیں لیکن پہلی چیز جو اشارۃً طلب کی وہ پاک مٹی کی تھیلی تھی تا کہ تیمم کرکے نماز ادا کرلیں۔ اپنے قریب رہنے والی لڑکیوں سے ہر نماز کے وقت پوچھتیں کہ انہوں نے نماز ادا کرلی ہے یا نہیں۔

مکرم سید سجاد احمد صاحب بیان کرتے ہیں: ''میں نمازوں میں اکثر حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ کے ساتھ کھڑا ہونے کی کوشش کیا کرتا تھا۔ آپؓ قیام میں سورۃ فاتحہ کے الفاظ اھدنا الصراط المستقیم اس الحاح وزاری کے ساتھ تواتر سے دہراتے تھے کہ میں حیران ہوجاتا کہ ایک ہی آیت کو دہراتے چلے جارہے ہیں اور قطعاً تھکن محسوس نہیں فرماتے۔

حضرت مولانا شیر علی صاحبؓ کے متعلق حضرت ماسٹر فقیر اللہ صاحبؓ بیان کرتے ہیں: حضرت مسیح موعودؑ کے زمانے کا ذکر ہے مجھے اکثر یہ دیکھنے کا اتفاق ہوا کہ حضرت مولوی شیر علی صاحب نماز عشاء کے بعد کافی دیر تک نوافل میں مشغول رہتے۔ آپ کا معمول تھا کہ نوافل میں انہماک اور توجہ کے باعث بہت لمبا سجدہ ادا کرتے اور نماز کو کافی طول دینے کی وجہ سے اکثر آپ یہ بھول جاتے کہ دو رکعتیں پڑھ چکے ہیں یا ایک۔ اس وقت میں اس امر کا خاص طور پر مشاہدہ کیا کہ آپ کی طبیعت ہمیشہ نیکی کی طرف ہی راغب رہتی تھی۔ اگر دو پڑھ کر بھول جاتے تب بھی ایک ہی سمجھتے تا محبوب حقیقی کے حضور یہ روح پرور لمحات اور طول کھینچیں۔

حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ کے بارہ میں حضرت شیخ فضل احمد صاحب بٹالویؓ لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ مجھے مولوی صاحبؓ کی رفاقت میں نماز کے لئے مسجد مبارک میں جانے کا موقع ملا۔ جب ہم وہاں پہنچے تو نماز ختم ہوچکی تھی۔ چنانچہ آپ مجھے اپنے ہمراہ لئے مسجد اقصیٰ تشریف لے گئے لیکن وہاں بھی اتفاق سے نماز ختم ہوچکی تھی۔ اب آپؓ مجھے ساتھ لے کر مسجد فضل کی طرف چل پڑے۔ وہاں نماز کھڑی تھی چنانچہ ہم نے نماز باجماعت ادا کی۔

حضرت میاں محمد دین صاحبؓ 313 اصحاب میں تیسرے نمبر پر ہیں۔ آپ بچپن میں پنجوقتہ نمازوں اور تہجد کا اہتمام کرتے تھے مگر پھر اپنے ماحول کے زیر اثر تارک صلوٰۃ ہوگئے اور دہریت کا شکار ہوتے گئے۔ تقدیر الٰہی کے تابع آپ کو حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب ''براہین احمدیہ'' پڑھنے کی توفیق ملی اور ہستی باری تعالیٰ کے دلائل پڑھ کر دہریت کے سارے زنگ اتر گئے۔ اسی وقت کپڑے دھوئے اور گیلے کپڑے پہن کر ہی نماز پڑھنی شروع کی۔ محویت کے عالم میں ایک طویل نماز پڑھی۔ فرماتے ہیں یہ نماز ''براہین'' نے پڑھائی اور بعدازاں آج تک کوئی نماز میں نے نہیں چھوڑی۔

حضرت بابو محکم الدین صاحبؓ وکیل جب جوان ہوئے، رسمی علم پڑھا تو دل میں بسبب مذہبی علم سے ناواقفیت اور علمائے وقت و پیرانِ زمانہ کے باعمل نہ ہونے کے شبہات پیدا ہوئے اور تسلی بخش جواب کہیں سے نہ ملنے کے باعث چند بار مذہب تبدیل کیا۔ سنی سے شیعہ بنے، ...... آریہ ہوئے۔ چند روز وہاں کا بھی مزہ چکھا مگر لطف نہ آیا۔ برہمو سماج میں شامل ہوئے ان کا طریق اختیار کیا لیکن وہاں بھی مزہ نہ پایا۔ نیچری بنے لیکن اندرونی صفائی یا خدا کی محبت، کچھ نورانیت کہیں بھی نظر نہ آئی۔ آخر مرزا صاحب سے ملے اور بہت بیباکانہ پیش آئے مگر مرزا صاحب نے لطف سے مہربانی سے کلام کیا اور ایسا اچھا نمونہ دکھایا کہ آخر کار اسلام پر پورے پورے جم گئے اور نمازی بھی ہوگئے۔ اللہ اور رسولؐ کے تابعدار بن گئے۔

حضرت پیر افتخار صاحبؓ بڑھاپے اور ضعف کی حالت میں بھی مسجد میں تشریف لاتے۔ آخری عمر میں زیادہ دیر تک بیٹھ نہ سکتے تھے۔ جماعت شروع ہونے سے قبل مسجد میں لیٹ جاتے اور باجماعت نماز کا انتظار فرماتے۔

حضرت حافظ عبدالعزیز صاحبؓ آف سرگودھا (بیعت 1907ء) فرمایا کرتے تھے کہ بیعت سے پہلے میں صوم وصلوٰۃ کا تارک تھا لیکن بیعت کے خط میں ہی حضرت اقدسؑ سے اوامر کی پابندی کے لئے دعا کی درخواست کی چنانچہ یہ خدا کا فضل ہے اس کے بعد سفر اور حضر میں بیماری اور صحت کی حالت میں ایک نماز بھی فوت نہیں ہوئی۔

حضرت حافظ ابومحمد عبداللہ صاحبؓ فرماتے تھے کہ دس سال کی عمر سے آخر وقت تک میری کوئی نماز یا روزہ قضاء نہیں ہوا۔ حضرت منشی محمد اسمٰعیلؓ فرماتے تھے کہ مجھے صرف ایک نماز یاد ہے جو میں نماز باجماعت ادا نہیں کرسکا وہ بھی مسجد سے ایک ضروری حاجت کے لئے واپس آنا پڑا تھا۔

حضرت منشی امام دین صاحبؓ اور آپ کی زوجہ محترمہؓ ہر جمعہ کے روز صبح گاؤں سے پیدل چل کر قادیان آتے جمعہ پڑھتے اور پھر پیدل واپس جاتے۔

حضرت چوہدری امین اللہ خان صاحبؓ (بیعت 1898ء) پانچ وقتہ نماز باجماعت نہایت التزام سے ادا کرتے۔

چنیوٹ کے محترم حاجی تاج محمود صاحب نے 1902ء میں تحریری بیعت کی۔ 1939ء میں اُس وقت وہ نماز تراویح پڑھ رہے تھے جب اُن کے گھر سے رونے کی آوازیں آئیں تو معلوم ہوا کہ اُن کی اہلیہ کا انتقال ہوگیا ہے۔ انہوں نے انّاللّٰہ پڑھا اور اپنے نواسہ سے (جو تراویح پڑھا رہا تھا) فرمایا کہ وہ حسب معمول سیپارہ مکمل کرے۔ پھر پوری نماز ختم کرنے کے بعد وہ دیگر اقرباء کے ہمراہ گھر تشریف لے گئے۔

حضرت مولوی فضل الٰہی صاحبؓ بھیروی بغیر جماعت کے نماز ادا کرنا کمزوری سمجھتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ جب سے میں نے ہوش سنبھالا ہے سوائے بیماری اور سفر کے میں نے کبھی بغیر جماعت کے نماز ادا نہیں کی۔ حضرت میاں عبدالرحیم صاحبؓ بیعت کے بعد فرصت کے دنوں میں فجر کی نماز کے لئے قادیان پہنچ جاتے اور دن بھر قادیان میں نمازیں ادا کرتے اور حضور کے کلمات طیبات سنتے۔ عشاء کی نماز ادا کرنے کے بعد اپنے گاؤں کو روانہ ہو جاتے۔

حضرت حکیم محمد اسماعیل صاحبؓ سیکھوانی کو جب تک صحت نے اجازت دی آپ نماز باجماعت مسجد میں ادا کرتے رہے اور نماز نہایت خشوع سے ادا کرتے۔ ہمیشہ سب سے پہلے مسجد پہنچتے اور یہ معمول صرف بڑھاپے میں ہی نہیں تھا کہ آپ فارغ تھے بلکہ کاروبار کے عین دوران اپنے ربّ کے ساتھ تعلق کو فائق سمجھتے۔

حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحبؓ عبادت نہایت خشوع وخضوع اور حضور قلب سے کرتے اور ایسا معلوم ہوتا کہ گویا آپ اس دنیا میں نہیں۔

حضرت میاں جان محمد صاحبؓ رات کو جتنی بار بھی بیدار ہوتے اٹھ کر وضو کر کے نفل شروع کر دیتے پھر سو جاتے۔ پھر بیدار ہوتے تو نفل پڑھتے۔ گھٹنوں میں تکلیف کے باوجود چل کر مسجد جاتے اور دوسروں کو نماز کی بہت تلقین کرتے۔ جب آپؓ قریب المرگ تھے تو رات نماز کا وقت ہونے پر آپؓ نے تیمّم کیا اور نماز شروع کر دی لیکن پڑھتے پڑھتے بیہوش ہوگئے۔ اس طرح قریباً 10 یا 15 دفعہ پوچھا کہ نماز کا وقت ہوگیا ہے۔ پھر نماز شروع کرتے اور بیہوش ہو جاتے۔

حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحبؓ کے قریب ترین مسجد تین میل کے فاصلہ پر تھی اور رستہ خراب تھا مگر آپ فجر، عصر اور شام کی نماز کے لئے پاپیادہ بلاناغہ تشریف لاتے۔

13 جنوری 1892ء کو سب سے پہلے انگریز کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت سے مشرف ہونے کی سعادت ملی۔ حضور علیہ السلام نے حضرت مولوی نورالدین صاحب مقیم جموں کے نام اپنے قلم مبارک سے ایک مکتوب میں یہ خوشکن اطلاع دیتے ہوئے تحریر فرمایا کہ: "سردار ویٹ خان خلف الرشید مسٹر جان ویٹ کہ ایک جوان تربیت یافتہ، قوم انگریز دانشمند مدبر آدمی انگریزی میں صاحب علم آدمی ہیں اور کرنول احاطہ مدراس میں بعہدہ منصفی مقرر ہیں آج بڑی خوشی اور ارادت اور صدق دل سے سلسلہ بیعت میں داخل ہوگئے۔ ایک باہمت آدمی اور پرہیزگار طبع اور محبّ اسلام ہیں انگریزی میں حدیث اور قرآن کو دیکھا ہوا ہے...... وہ مشورہ دیتے ہیں کہ ہر ایک ملک میں واعظ بھیجنے چاہئیں اور کہتے ہیں کہ ایک مدراس میں واعظ بھیجا جاوے۔ اس کی تنخواہ کے لئے میں ثواب حاصل کروں گا۔......اسلام کی سچائی کی خوشبو اس راہ میں آتی ہے۔ الغرض وہ محققانہ طبیعت رکھتے ہیں اور علوم جدیدہ میں مہارت رکھتے ہیں زیادہ تر خوشی یہ ہے کہ پابند نماز خوب ہیں۔ بڑے التزام سے نماز پڑھتا ہے۔"

حضرت ڈاکٹر سید غلام غوث صاحبؓ کا دل ہر وقت مسجد میں اٹکا رہتا تھا۔ آخری ایام میں ڈاکٹروں نے انہیں چلنے پھرنے سے منع کر دیا تھا لیکن وہ پھر بھی چھپ چھپا کر مسجد پہنچ جاتے تھے۔

حضرت بابا شیر محمد صاحب کی عمر 98 سال تھی لیکن وہ ضعف اور کمزوری کے باوجود باقاعدگی کے ساتھ مسجد تشریف لاتے رہے۔

حضرت حاجی محمد الدین صاحب تہالویؓ نے 1903ء میں بیعت کی سعادت حاصل کی تو آپؓ کو بہت مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ ایک بار کئی لوگ اکٹھے ہو کر آپؓ کو قتل کرنے آئے تو آپؓ نے کہا کہ اگر مارنے ہی آئے ہو تو پہلے دو نفل نماز پڑھنے دو۔ آپؓ قریبی مسجد میں چلے گئے اور دیر تک نماز ادا کرتے رہے۔ باہر لوگوں نے سمجھا کہ ڈر کر اندر بیٹھے ہوئے ہیں۔ لیکن جب آپؓ باہر نکلے تو ایک گھڑ سوار وہاں آیا اور للکار کر کہا کہ کوئی اِس شخص کو ہاتھ نہ لگائے۔ اُس کا دبدبہ اتنا تھا کہ مجمع منتشر ہوگیا۔ آپؓ بیان کرتے ہیں کہ اپنے علاقہ میں دعوت الی اللہ کے لئے مَیں کئی دیہات میں گیا ہوں لیکن اُس نوجوان کو کبھی نہیں دیکھا۔

حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحبؓ قادیانی جب ہندوؤں سے احمدی ہوئے تو آپؓ کے والد آپؓ کو دھوکہ دے کر قادیان سے واپس لے گئے اور بہت سختی کی حتیٰ کہ نماز کی ادائیگی سے بھی روکا گیا۔ اس زمانہ میں آپؓ کئی کئی نمازیں ملا کر یا اشاروں سے پڑھتے تھے۔ ایک روز علی الصبح قضائے حاجت کے بہانے باہر گئے اور گیہوں کے کھیت کے اندر وضو کر کے نماز شروع کر دی۔ اچانک محسوس ہوا کہ کوئی

حضرت مولانا ظہور حسین صاحب بخارا کو جاسوسی کے الزام میں روس کی جیلوں میں بہت اذیتوں کا سامنا کرنا پڑا لیکن آپ نے وہاں بھی عبادت کا جھنڈا بلند رکھا۔ چنانچہ بیان فرماتے ہیں کہ مَیں روزانہ تہجد اور نمازیں پڑھتا اور قرآن شریف کی تلاوت کرتا۔ یہ دیکھ کر اشک آباد جیل کے ترک قیدیوں کو مجھ سے شدید محبت ہوگئی۔ تاشقند جیل میں بھی بہت سے مسلمان قیدی تھے جنہوں نے مجھے اپنا امام منتخب کرلیا۔

حضرت بھائی عبدالرحیم شرما صاحب (کشن لعل) نے جب احمدیت قبول کی تو آغاز میں ایک لمبا عرصہ چھپ کر نماز پڑھتے رہے۔ جب گھر میں اس بات کا علم ہوا تو پہلے آپکو سمجھانے کی بہت کوشش کی گئی، پھر سختی کی گئی لیکن آپؓ نے ہر اذیّت کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا اور نماز کو ترک کرنا گوارا نہ کیا۔

شخص کدال پکڑے پاس کھڑا ہے۔ خیال آیا کہ کوئی دشمن ہوگا جو جان لینے آیا ہے۔ اس لئے زندگی کی آخری نماز سمجھ کر معمول سے زیادہ لمبی کر دی۔ مگر سلام پھیرنے کے بعد معلوم ہوا کہ وہ ایک کشمیری مزدور تھا جو آپؓ کو نماز پڑھتا دیکھ کر بہت خوش ہوا۔ آپؓ نے اُسے فرمایا کہ تم میرے اسلام پر گواہ رہنا۔

ایک دفعہ ایک نوجوان نے حضرت چودھری محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ سے کہا کہ یورپ میں فجر کی نماز وقت پر ادا کرنا بہت مشکل ہے۔ آپؓ نے فرمایا کہ اگرچہ مجھے اپنی مثال پیش کرتے ہوئے سخت حجاب ہوتا ہے لیکن خدا کے فضل سے نصف صدی کا عرصہ یورپ میں گزارنے کے باوجود فجر تو فجر مَیں نے کبھی نماز تہجد بھی قضا نہیں کی۔ یہی حال باقی پانچ نمازوں کا ہے۔

حضرت چودھری محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ کو ایک دفعہ ملکہ میری نے ونڈسر محل میں مدعو کیا۔ دورانِ گفتگو نماز عصر کا وقت ہوگیا لیکن قاعدہ کے مطابق جب تک ملکہ ملاقات ختم نہ کرے، اس وقت تک ملاقاتی اشارۃً بھی ملاقات کے اختتام کی کوشش نہیں کر سکتا۔ تاہم آپؓ کے چہرہ پر فکر کے آثار دیکھ کر ملکہ نے پوچھا تو آپؓ نے بتایا کہ میری نماز کا وقت ہوگیا ہے۔ اس پر ملکہ اٹھ کھڑی ہوئی اور ہدایت کی کہ چودھری صاحبؓ کے نمازوں کے اوقات نوٹ کر لئے جائیں اور اگر دورانِ ملاقات نماز کا وقت آجائے تو فوراً بتا دیا جائے۔

حضرت مرزا ایوب بیگ صاحب کو بیعت کی توفیق فروری 1892ء میں ملی۔ قبول احمدیت سے قبل آپ کو نمازوں کی باقاعدہ ادائیگی کی طرف توجہ نہ تھی۔ لیکن پھر ایسا خشوع وخضوع اور حضور قلب میسر آیا کہ آپؓ کے والد حضرت مرزا نیاز بیگ صاحب نے ایک دوست کو بتایا: میں گھنٹوں سوچ میں پڑا رہتا تھا کہ میں نے بچوں پر اتنا روپیہ صرف کیا اور تعلیم دلائی مگر ان کی دینی حالت مایوس کن ہے مگر جب یہ بچے (مرزا ایوب بیگ صاحب اور مرزا یعقوب بیگ صاحب) تعطیلات میں گھر آئے تو ان میں عجیب تغیر دیکھا کہ نماز سوز وگداز سے پڑھتے ہیں......(آپ نے جب معلوم کیا کہ یہ تبدیلی حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کی وجہ سے ہے تو انہوں نے بھی بیعت کر لی)۔

حضرت مولوی محمد ابراہیم صاحبؓ بقاپوری فرماتے ہیں کہ بیعت کے بعد جب میں واپس گاؤں آیا تو شدید مخالفت ہوئی۔ اس زمانہ میں مجھے دن بدن نمازوں میں زیادہ سرور اور لذت حاصل ہو رہی تھی۔ گھر میں بڑے بھائی کے سوا والدین اور چھوٹا بھائی بھی میرے مخالف ہوگئے اور اکثر برا بھلا کہتے رہتے۔ جب ایک ماہ گزر گیا تو میری والدہ والد صاحب کو کہنے لگیں کہ اس کو کیوں برا کہتے رہتے ہو، یہ تو پہلے سے زیادہ نمازیں پڑھتا ہے اور تہجد کا بھی پابند ہے۔ والد صاحب نے کہا: اس نے مرزا کو مان لیا ہے جو مہدی کا دعویٰ کرتا ہے۔ وہ بولیں کہ امام مہدی کے معنی تو ہدایت یافتہ لوگوں کے امام کے ہیں اور اس کا ثبوت اس کے عمل سے ظاہر ہے۔ پھر مجھے کہا: ''بیٹا میری بیعت کا خط بھی لکھ دو''۔ اس کے بعد سوائے والد صاحب کے باقی گھر والے خاموش ہوگئے۔ لیکن میں نے ان کو قائل کرنا نہ چھوڑا۔ آخر ایک سال کے اندر سوائے ایک بھائی کے سب نے بیعت کر لی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ایک بار بیان فرمایا کہ انگلستان میں قیام کے دوران ایک مرتبہ نئے سال کے آغاز کے وقت جب لندن کے ٹرافالگر سکوائر میں رات بارہ بجے کوئی تہذیبی یا مذہبی روک باقی نہیں رہتی، آپؒ اس وقت بوسٹن کے انڈر گراؤنڈ سٹیشن پر تھے، آپؒ نے وہاں اخبار بچھائے اور نفل پڑھنے شروع کئے۔ اس پر ایک بوڑھا انگریز سسکیاں بھر کر کہنے لگا کہ ساری قوم اس وقت بے حیائی میں مصروف ہے اور ایک آدمی اپنے ربّ کو یاد کر رہا ہے، اس چیز کے موازنہ نے میرے دل پر ناقابل برداشت اثر کیا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ اپنی علالت اور کمزوری کے باوجود بھی مسجد میں نماز ادا کرنے کو ترجیح دیتے رہے۔ آپؒ نے ایک بار فرمایا:

''نماز کی حفاظت جس کے لئے جماعت احمدیہ قائم کی گئی ہے، ہمارا اوّلین فرض ہے۔ ہمارے سارے نظام اس مرکزی کوشش کے لئے غلامانہ حیثیت رکھتے ہیں۔''

حضرت صوفی نبی بخش صاحب لاہوریؓ بیان فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے 18 راگست 1886ء کا ایک واقعہ حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں پیش کیا جب مجھے اپنی ملازمت میں کچھ ایسی تکالیف پیش آئیں کہ میں استعفیٰ دینے پر آمادہ ہوگیا۔ اس غم میں میں نے اپنے اہل وعیال کو راولپنڈی بھیج دیا۔ ایک رات مسجد میں بعد نماز عشاء اسی فکر میں غرق تھا کہ یکا یک میرے اندر ایک تبدیلی پیدا ہوئی اور ایک غیبی آواز سنائی دی کہ صوفیائے کرام کہتے ہیں کہ جب کسی کو کوئی تکلیف ہوتو وہ کوئی وظیفہ پڑھا کرتا ہے، تم بھی کوئی وظیفہ پڑھو۔ تم بعد نماز عشاء دس نفل پڑھو اور تین سو دفعہ درود شریف پڑھو۔ اس کے بعد وہ کیفیت جاتی رہی۔ لیکن خدا تعالیٰ نے مجھے ایسی توفیق دی کہ اس وقت سے میں نے دس نفل اور تین سو دفعہ درود شریف پڑھنا شروع کر دیا اور کچھ مدت اس پر عمل کرنے کے بعد میری تمام ملازمت کی تکالیف جاتی رہیں۔ یہ واقعہ جب میں نے حضرت مسیح موعودؑ کے حضور عرض کی تو آپؑ نے فرمایا: ''اس کے ساتھ تین سو مرتبہ استغفار کا اضافہ کرلو''۔

دو بھائی ڈاکٹر علی اظفر صاحبؓ اور ڈاکٹر فیض علی صاحب صابرؓ کم عمری میں ہی بغرض ملازمت مشرقی افریقہ چلے گئے جہاں حضرت ڈاکٹر رحمت علی صاحبؓ پہلے سے ملازم تھے۔ اور لوگوں میں نیک اور پاک اور عابد یقین کئے جاتے تھے۔ مکرم ڈاکٹر فیض علی صاحب بتایا کرتے تھے کہ دین کی طرف میرا دھیان کم تھا۔ بڑے بھائی کو ملنے آیا تو اُن کے اندر نمایاں تبدیلی دیکھ کر حیران رہ گیا۔ خوبصورت چہرہ پر داڑھی عجب بہار دکھا رہی تھی اور نماز وعبادت سے شغف بڑھ گیا تھا۔ مجھے بتایا گیا کہ آپ مکرم ڈاکٹر صاحبؓ کی تبلیغ سے احمدی ہو چکے ہیں۔ اپنے بھائی میں یہ تغیر دیکھ کر مَیں نے بھی بیعت کا خط لکھ دیا۔ پھر قادیان آکر دستی بیعت بھی کر لی۔

حضرت منشی محمد اسماعیل صاحبؓ سیالکوٹی نے بیعت سے پہلے ایک دفعہ اپنے بڑے بھائی سے کہا کہ غلام قادر نماز پڑھا کرو۔ انہوں نے جواب دیا کہ آپ کو نماز پڑھ کر کیا مل گیا۔ آپ نے سوچا کہ بھائی سچ کہتا ہے اس لئے نماز خود بھی ترک

کردی۔ بعد میں جب آپ نے بیعت کر لی تو کچھ عرصہ بعد پھر بھائی کو نماز پڑھنے کی نصیحت کی تو انہوں نے جواب دیا کہ اب پڑھا کروں گا کیونکہ اب محسوس کرتا ہوں کہ آپ کو کچھ مل گیا ہے۔ بالآخر بھائی نے بھی بیعت کر لی اور نہ صرف نمازیں بلکہ تہجد پڑھنے لگے۔

محترم ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے بزرگ حنفی المذہب تھے۔ مگر سچائی کی جستجو میں اہلحدیث میں شامل ہو گئے۔ سکاچ مشن ہائی سکول سیالکوٹ میں پڑھتے تھے جہاں پادری ینگ سن سے بحث مباحثہ رہتا تھا۔ جس میں حیات مسیح کے عقیدہ کی وجہ سے سخت زک اٹھانا پڑتی تھی۔ اس وجہ سے دین میں شبہات پیدا ہو گئے تھے۔ بعض مرتبہ آریہ بن جانے کا خیال آتا۔ طبیعت کی اس بے چینی کے زمانہ میں حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب "فتح اسلام" پڑھی اور کچھ دن بعد سیالکوٹ میں حضورؑ کی زیارت کی تو دل اس یقین سے بھر گیا کہ یہ منہ جھوٹے کا نہیں ہو سکتا۔ مگر مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کی تقریر سنی تو پھر روحانی سکون برباد ہو گیا۔ ان ایام میں ایک صوفی منش بزرگ سے وظائف سیکھے مگر سکون نصیب نہ ہوا۔ اس کے بعد "براہین احمدیہ" پڑھ کر یقین ہو گیا کہ حضرت مرزا صاحب کا دعویٰ سمجھ میں آئے یا نہ آئے، بلا شبہ دین کی صداقت کے دلائل صرف آپ ہی بیان کر سکتے ہیں۔ پھر "اسلامی اصول کی فلاسفی" والا مضمون سن کر اس خیال کو اور بھی تقویت پہنچی۔ اس کے بعد آپ بسلسلہ ملازمت افریقہ چلے گئے۔ واپس آئے تو ضلع سیالکوٹ اور پھر ضلع گورداسپور میں پلیگ ڈیوٹی پر متعین ہوئے۔ اہل وعیال امرتسر میں تھے۔ ایک روز اطلاع ملی کہ آپ کا دو سالہ لڑکا ممتاز احمد سخت بیمار ہے تو آپ گھبرا گئے۔ ایک ہفتہ کی رخصت لے کر گھر پہنچے۔ رخصت ختم ہوئی مگر بچے کے بخار میں ذرہ بھر افاقہ نہ ہوا۔ بیگم نے کہا گورداسپور تو جانا ہی ہے قادیان جا کر حضرت مرزا صاحب سے دعا ہی کرا لو۔ یہ سن کر قادیان کی راہ لی۔ دو بجے رات قادیان پہنچے تو دیکھا کہ مسجد مبارک تہجد گزار لوگوں سے بھری ہوئی ہے۔ جب آپ نے حضورؑ سے کوئی وظیفہ پوچھا تو فرمایا "یہی نمازیں سنوار سنوار کر پڑھو اور سمجھ سمجھ کر پڑھا کرو"۔ پھر بچے کی صحت کے لئے دعا کی درخواست کی تو حضورؑ نے اسی وقت ہاتھ اٹھا کر دعا کر دی۔ بیعت کر کے ڈیوٹی پر پہنچے تو تیسرے روز خط ملا کہ لڑکا بالکل اچھا ہے۔ پتہ چلا کہ جس صبح حضورؑ سے دعا کروائی تھی، اس روز حالت بہت خراب تھی مگر پچھلی رات اچانک بخار اتر گیا۔ ڈاکٹر کو اطلاع دی تو وہ مانتا ہی نہ تھا۔ اور کہنے لگا کہ یہ کوئی اعجاز مسیحائی ہے کہ مردہ زندہ ہو گیا۔

حضرت شیخ محمد دین صاحب تحریر فرماتے ہیں: منشی عمر دین صاحبؓ نماز پڑھتے، قرآن مجید کی تلاوت روزانہ کرتے اور اخبار بدر بھی قادیان سے ان کے پاس آتا تھا۔ مجھے اُن کی نیکی کو دیکھ کر رغبت پیدا ہوئی اور اُن کی تحریک پر ہی حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں تحریری بیعت کا خط لکھ دیا۔

پشاور کے خواجہ محمد شریف صاحب بٹالویؓ کا حسن سلوک اور اعلیٰ اخلاق دیکھ کر آپکی اہلیہ نے بھی احمدیت قبول کر لی۔ اگر کوئی عورت دریافت کرتی کہ آپکا خاوند احمدی ہو گیا ہے تو جواب دیتیں کہ جب سے میرا شوہر احمدی ہوا ہے اس کا سلوک مجھ سے بڑا اچھا ہے اور سچ بولتا ہے اور سچی بات پسند کرتا ہے اور پہلے سے زیادہ نیک اور دیندار ہو گیا ہے۔

جب آپؓ کی خوشدامن نے اپنی بیٹی کو کہا کہ اگر وہ چاہے تو طلاق لے دیں تو انہوں نے جواب دیا کہ میرا شوہر حق پر ہے، میں بھی احمدی ہوں اور میں ڈر کر احمدی نہیں ہوئی بلکہ ان کے حسن سلوک نے مجھے احمدیت قبول کرنے پر مجبور کر دیا ہے۔

حضرت عبدالقادر صاحب سابق سوداگرمل نے 1924ء میں مڈل کیا۔ اور ایک مخلص احمدی دوست میاں محمد مراد صاحب کی تحریک پر قادیان روانہ ہوئے۔ رات حضرت قریشی محمد حسین صاحبؓ امیر جماعت لاہور کے مکان پر گزاری۔ آپ لکھتے ہیں: "حکیم صاحب کی کیا ہی روحانی شخصیت تھی۔ نہایت باوقار، سنجیدہ اور بارعب قد دراز، سر پر سفید پگڑی، میں تو اس وقت صرف پندرہ سولہ سال کی عمر کا بچہ تھا لیکن ان کا نماز پڑھنے کا واقعہ اب تک مجھے یاد ہے۔ مجھے یوں محسوس ہو رہا تھا کہ میں ایک فرشتہ کو حرکت کرتے دیکھ رہا ہوں"۔ حضرت عبدالقادر صاحب قادیان میں اندازاً آٹھ دن تک ہندو کے طور پر رہے۔ اس دوران اپنے مشاہدہ کو یوں بیان کرتے ہیں: "حضرت مصلح موعودؓ پر جوانی کا عالم تھا۔ صحت نہایت اچھی تھی۔ جب آپؓ نمازوں میں قرآن کریم کی تلاوت فرماتے تو عاشقان زار پر ایک عجیب وجد کی کیفیت طاری ہو جاتی اور جب آپ سجدہ میں جاتے تو بارگاہِ الٰہی میں عجز و نیاز کرتے کرتے مخلصین کی چیخیں نکل جاتیں۔ میں پہلی صف میں نمازیوں کے درمیان بیٹھ جاتا اور سارے نظارے کو بچشم خود دیکھتا رہتا۔ آخر آٹھویں دن مَیں نے پرانے خیالات سے بکلّی تائب ہو کر بیعت کی خواہش ظاہر کی تو حضورؓ نے فرمایا: "میاں ابھی تم بچے ہو۔ تمہاری عمر چھوٹی ہے۔ دو تین ماہ اور ٹھہرو اور مزید تحقیقات کرو"۔ مگر میں نے اصرار کیا تو حضورؓ نے اگلے دن بیعت لے لی۔

حضرت شیخ عبدالرشید صاحب بٹالوی کے قبول احمدیت کے بعد شدید مخالفت ہوئی۔ اہلحدیث برادری نے قافیہ حیات تنگ کر دیا اور آپکی والدہ تو آپ کو عاق کرانے کے درپے ہو گئیں۔ لیکن آپ کے والد صاحب نے جواب دیا کہ پہلے یہ دین سے سراسر غافل و بے پرواہ تھا مگر اب نمازی بلکہ تہجد گزار بن گیا ہے اسے میں کس بات پر عاق کروں۔

حضرت مولوی محمد الیاس صاحب نے جب احمدیت قبول کی تو لوگ عورتوں کو ان کی اہلیہ کے پاس بھیجتے کہ اب تمہارا نکاح محمد الیاس سے ٹوٹ گیا ہے، تم اپنی والدہ کے گھر چلی جاؤ، ہم تمہارا دوسرا نکاح کسی اور شخص سے کرا دیں گے۔ وہ ان عورتوں سے کہتی: یہ کیسا کافر ہے جو نمازیں پڑھتا ہے، تہجد کی نماز میں روتا ہے اور قرآن پاک ہر وقت پڑھتا رہتا ہے۔ اگر یہ کافر ہے تو میں بھی کافر ہوں، مجھے ایسا ہی کافر خاوند چاہئے جو مجھ سے بہترین سلوک کرتا ہو، بہت نیک، پرہیز گار اور نمازی ہو۔

ماریشس میں یوسف جیوا اچھا صاحب 26 سال کی عمر میں احمدی ہوئے تو نماز پنجگانہ کے علاوہ نماز تہجد کا التزام بھی کرنے لگے۔ کسی نے اُن کی والدہ سے کہا کہ اپنے بیٹے کو سمجھاؤ وہ گمراہ ہو گیا ہے۔ والدہ نے کہا میں تو اس میں کوئی گمراہی نہیں دیکھتی بلکہ پہلے وہ مذہبی فرائض سے بے اعتنائی کرتا تھا اور اب وہ پنجگانہ نماز کے علاوہ تہجد بھی پڑھنے لگا ہے۔

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے اکتوبر 1898ء میں ایک رسالہ میں امام

مہدی کی پیشگوئی کا صریحاً انکار کیا اور حضرت مسیح موعودؑ کو حکومت کا باغی قرار دیا جس پر حکومت نے انہیں چار مربعوں سے نوازا اور حضورؑ کے خلاف حکومت حرکت میں آ گئی۔ چنانچہ انگریز کپتان پولیس اور انسپکٹر پولیس سپاہیوں کا دستہ لے کر بوقت شام قادیان پہنچ گئے اور حضرت اقدسؑ کے مکان کا محاصرہ کر کے مسجد کے کوٹھے پر چڑھ گئے۔ حضورؑ اطلاع ملنے پر باہر تشریف لائے تو کپتان پولیس نے کہا کہ ہم خانہ تلاشی کرنے آئے ہیں۔ خبر ملی ہے کہ آپ امیر عبدالرحمٰن خاں والی افغانستان سے خفیہ ساز باز رکھتے ہیں۔ حضورؑ نے فرمایا: ''یہ بالکل غلط ہے ہم تو گورنمنٹ انگریزی کے عدل وانصاف اور امن اور مذہبی آزادی کے سچے دل سے معترف ہیں اور دین کو بزور شمشیر پھیلانے کو ایک بہتان عظیم سمجھتے ہیں لیکن اگر آپ کو شک ہے تو آپ بیشک ہماری تلاشی لے لیں البتہ ہم اس وقت نماز پڑھنے لگے ہیں اگر آپ اتنا توقف کریں تو بہت مہربانی ہوگی''۔ کپتان پولیس نے کہا کہ آپ پہلے نماز پڑھ لیں۔ چنانچہ حضرت مولانا عبدالکریم صاحب نے اذان دی اور نماز مغرب پڑھائی۔ آپؓ کی جادو بھری آواز سن کر کوئی بڑے سے بڑا دشمن مسحور ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا تھا۔ چنانچہ انگریز کپتان خدا کا پُرشوکت کلام سن کر محوِ حیرت ہو گیا اور اس کی تمام غلط فہمیاں خود بخود دور ہو گئیں۔ وہ تلاشی وغیرہ کا خیال ترک کر کے نماز ختم ہوتے ہی اٹھ کھڑا ہوا اور حضرت اقدسؑ سے کہنے لگا کہ مجھے یقین ہو گیا ہے کہ آپ ایک راستباز اور خدا پرست انسان ہیں اور جو کچھ آپ نے کہا ہے وہ بالکل سچ ہے۔ پس خانہ تلاشی کی کوئی ضرورت نہیں۔

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کی طرف سے کئے جانے والے مقدمہ حفظ امن کے سلسلہ میں حضرت مسیح موعودؑ 13 فروری 1899ء کو پٹھانکوٹ تشریف لے گئے۔ اتفاق ایسا ہوا کہ جس مقام پر مسٹر ڈوئی ڈپٹی کمشنر ضلع گورداسپور کا خیمہ لگا ہوا تھا اس کے نزدیک ہی ایک مکان میں حضرت مسیح موعودؑ قیام پذیر ہوئے۔ درمیان میں ایک میدان تھا جہاں احمدی نماز پڑھا کرتے تھے۔ مغرب کا وقت تھا۔ مولوی عبدالکریم صاحبؓ سیالکوٹی حسب معمول امام بنے۔ انہوں نے قرآن پڑھنا شروع کیا تو ان کی بلند مگر خوش الحان اور اثر میں ڈوبی ہوئی آواز مسٹر ڈوئی کے کان میں پڑی اور وہ اپنے خیمہ کے آگے کھڑے ہوئے اور انہماک کے عالم میں کھڑے قرآن سنتے رہے۔ نماز ختم ہوئی تو راجہ غلام حیدر خانصاحب تحصیلدار پٹھانکوٹ کو بلا کر کہا کہ اس قسم کا ترنم اور اثر میں نے کسی کلام میں نہیں سنا اور نہ کبھی محسوس کیا۔ کیا پھر بھی یہ نماز پڑھیں گے اور مجھے نزدیک سے سننے کا موقع دیں گے؟

اس پر راجہ صاحب حضورؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کل ماجرا عرض کیا۔ آپؑ نے فرمایا ہمارے پاس بیٹھ کر قرآن سنیں۔ چنانچہ اب کی دفعہ نماز کے وقت ایک کرسی قریب بچھا دی گئی اور صاحب بہادر آ کر اس پر بیٹھ گئے اور تلاوت کے دوران مسحور ہو کر جھومتے رہے''۔

حضرت مولوی نور احمد صاحب لودھی ننگل بہت خوش الحان تھے۔ فجر کی نماز میں بلند آواز سے تلاوت فرماتے تو عموماً سکھ لوگ کھڑے تلاوت سنتے رہتے۔

حضرت شیخ محمد شفیع صاحب آف بھیرہ محکمہ نہر میں ضلعدار تھے۔ ایک دن ہندو مہتمم نہر نے آپ کو کسی کام کیلئے بلا بھیجا۔ آپ نے جواب دیا کہ جمعہ کی نماز کے وقت میں نہیں آ سکتا۔ اُس نے سپرنٹنڈنٹ انجینئر سے شکایت کر دی کہ حکم عدولی کا مرتکب ہوا ہے۔ آپ نے جواب دیا کہ: نماز جمعہ کا وقت تھا اور اس اہم مذہبی فریضہ کے رہ جانے کا اندیشہ تھا۔ یہ جواب اس شان اور توکل سے دیا گیا کہ انگریز افسر نے نماز جمعہ کے لئے مسلمان ملازمین کی ایک گھنٹہ کی مستقل رخصت محکمہ سے منظور کرا دی۔

حضرت شیخ فضل احمد صاحب بٹالویؓ دفتری اوقات میں نماز کے لئے چلے جاتے تھے۔ ہندو اور سکھ کلرکوں کی شکایت پر افسر نے آپؓ کو نماز پر جانے سے روکا تو آپؓ نے نوکری سے استعفیٰ دیدیا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے انعام کے طور پر آپ کو ایسی ملازمت عطا کی جس میں آپ کا انگریز کمانڈنگ افسر نہ صرف آپ کی نماز میں کوئی رکاوٹ نہ ڈالتا بلکہ اُس نے تحفۃً ایک جائے نماز بھی آپ کو لا کر دی اور کہا کہ نماز کا وقت ہو جائے تو آپ میرے دفتر میں نماز پڑھا کرو۔

مشہور ادیب، نقاد اور مؤرخ رئیس احمد جعفری حضرت چوہدری ظفر اللہ خان صاحبؓ کے متعلق لکھتے ہیں: آپ اس فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں جسے عام طور پر کافر بلکہ گمراہ کہا جاتا ہے۔ لیکن یہ گمراہ اور کافر شخص بغیر شرمائے داڑھی رکھتا ہے اور اقوام متحدہ کے جلسوں میں علی الاعلان نماز پڑھتا ہے۔ جھمپر کا قیامت خیز ریلوے حادثہ جب رونما ہوا تو یہ شخص اپنے سیلون میں فجر کی نماز پڑھ رہا تھا۔

اسی طرح مولانا عبد الماجد دریا بادی رقمطراز ہیں: ''سر ظفر اللہ خان کے سیاسی حالات سے یہاں بحث نہیں۔ امتیازی چیز یہ ہے کہ اتنا بڑا اعزاز ایک کلمہ گو کو یہ مغربی مادی دنیا پیش کر رہی ہے۔ کرسی صدارت سے آیات قرآنی کی تلاوت جنرل اسمبلی کی تاریخ میں پہلی بار انہی ظفر اللہ نے کی۔''

چوہدری صاحب کی پابندی نماز کی گواہی سردار دیوان سنگھ مفتون ایڈیٹر ریاست نے بھی دی وہ لکھتے ہیں آپ دینی شعار کے سختی سے پابند ہیں کبھی بھی نماز کو قضا نہیں ہونے دیتے۔

بیروت کے کثیر الاشاعت روزنامہ ''بیروت المساء'' نے لکھا: ہم وزیر خارجہ پاکستان السید محمد ظفر اللہ خاں کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ بیروت میں ان سے کئی مرتبہ ملاقات ہوئی۔ ہم نے ان کی فصاحت وبلاغت سے پر لیکچر بھی سنا۔ آپ کا لیکچر سن کر ہمارا متاثر ہونا لازمی تھا۔ جبکہ اقوام متحدہ کی مجالس آپکی زوردار تقاریر سن کر ورطہ حیرت میں پڑ چکی تھیں۔ ہم نے آپ کو قرآن مجید کے علوم بیان کرتے ہوئے سنا...... ہم نے آپکو ''پالم تپیش'' ہوٹل میں تہجد پڑھتے اور عبادت کرتے ہوئے بھی دیکھا ہے۔

حضرت سیٹھ شیخ حسن صاحب یادگیریؓ فرماتے ہیں کہ: بیعت سے پہلے میں نہ قرآن سے آشنا تھا نہ نماز کا عادی۔ بیعت کے بعد نماز تہجد کا بھی عادی ہو گیا اور نماز میں ذوق اور شوق حاصل ہوا۔ 1945ء میں آپ حج کیلئے تشریف لے گئے تو ایک عرب نے کہا کہ میں نے ان جیسی نمازیں، دعائیں اور کار خیر کرتے ہوئے بہت کم لوگوں کو دیکھا ہے۔

جوش ملیح آبادی اپنے ایک دوست کا یوں ذکر کرتے ہیں: ''میاں محمد صادق دراز قامت ژرف نگاہ، شب رنگ، صباح طینت، لاہور کے باشندے...... عقیدہ

کے لحاظ سے قادیانی، نواہی سے بیزار، اوامر کے پابند، نماز پنجگانہ کے بغیر سانس لینے کو گناہ سمجھنے والے، سخن سنج، شاعر نواز، اخلاص شعار، مردم شناس، عہدہ کے اعتبار سے شب یلدار اور پاکیزگی طبع و شرافت نفس کے نقطہ نظر سے صبح صادق! ...... وہ شدت کے ساتھ دین دار تھے''۔

دیوان سنگھ مفتون ''ایڈیٹر ریاست'' دہلی نے تحریر فرمایا جہاں تک اسلامی شعار کا تعلق ہے ایک معمولی احمدی کا دوسرے مسلمانوں کا بڑے سے بڑا مذہبی لیڈر بھی مقابلہ نہیں کرسکتا کیونکہ احمدی ہونے کے لئے یہ لازمی ہے کہ وہ نماز، روزہ، زکوٰۃ اور دوسرے اسلامی احکام کا عملی طور پر پابند ہو۔ چنانچہ مجھے اپنی زندگی میں سینکڑوں احمدیوں سے ملنے کا اتفاق ہوا اور ان میں سے ایک بھی ایسا نہیں دیکھا گیا جو اسلامی شعار کا پابند اور دیانتدار نہ ہو۔

حضرت شیخ محمد دین صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ ہنگل والا میں امیر خاں بلوچ نے بتایا کہ حضرت خلیفہ اولؓ کے زمانہ میں میں کسی غرض سے قادیان گیا اور مہمان خانہ میں ٹھہرا تو دیکھا کہ ہر وقت اذانیں ہوتی تھیں، لوگ باقاعدہ نمازوں میں شامل ہوتے تھے۔ مجھے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ان لوگوں کو سوائے نمازیں پڑھنے کے اور کوئی کام ہی نہیں۔

1913ء میں ایک غیر احمدی صحافی محمد اسلم صاحب چند دن قادیان میں قیام کر کے واپس گئے تو لکھا کہ صبح نماز کے بعد جو میں نے گشت کیا تو تمام احمدیوں کو بلاتمیز بوڑھے و بچے اور نوجوان کے لیمپ کے آگے قرآن مجید پڑھتے دیکھا۔ دونوں احمدی مسجدوں میں دو بڑے گروہوں اور سکول کے بورڈنگ میں سینکڑوں لڑکوں کی قرآن خوانی کا مؤثر نظارہ مجھے عمر بھر یاد رہے گا۔

حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب کو نمازوں اور ذکر الٰہی سے بے حد شغف تھا۔ فرض نمازیں اول وقت میں ادا کرتے۔ آٹھ رکعت تہجد، اشراق چاشت اور چار رکعت تسبیح کے علاوہ بکثرت نوافل ادا کرتے۔ موسم خواہ کتنا ہی گرم ہوتا آپ شیروانی پہن کر نماز ادا کرتے اور فرماتے کہ نماز دربار الٰہی میں حاضری کا نام ہے جب ہم کسی دنیوی بادشاہ کے دربار میں کوٹ کے بغیر نہیں جاتے تو اللہ کے حضور کیسے جائیں گے۔ ہر نماز کے بعد تسبیح کرتے اور بچوں کی بھی نگرانی کرتے کہ تسبیح کر کے اٹھیں۔ ہر وقت باوضو رہتے۔

حضرت مولوی نعمت اللہ صاحبؓ کو 1924ء میں کابل میں شہید کر دیا گیا۔ شہادت سے قبل آپؓ نے نماز پڑھنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ اجازت ملنے پر نماز پڑھی اور پھر شہادت کے لئے تیار ہو گئے۔

صحابہ کرامؓ کے علاوہ تابعین میں بھی احمدیوں کی ایک بڑی تعداد نماز کے لئے ہر قربانی دیتی چلی آئی ہے۔ بلکہ جماعت احمدیہ کو بحیثیت جماعت بھی یہ سعادت حاصل ہے کہ بارہا اُسے عبادت کے دوران اجتماعی شہادتیں بھی اپنے ربّ کے حضور پیش کرنے کی توفیق عطا ہوئی۔

28 رمئی 2010ء انسانی تاریخ کا ایسا سیاہ ترین دن تھا جس دن اسلام کے دشمنوں نے لاہور کی دو احمدیہ مساجد میں خدائے واحد و یگانہ کے حضور سجدہ ریز ہونے والے 84 احمدیوں کو نہایت ظالمانہ طریق پر شہید کر دیا۔ بہت سے زخمی ہوئے۔ لیکن آفرین ہے ان جرأت کے سپوتوں پر جنہوں نے اتنے شدید ظلم کے باوجود اپنی مسجدوں کی رونق میں کمی نہیں آنے دی۔

اس سانحہ سے دس سال قبل گھٹیالیاں کی احمدیہ مسجد میں 30 راکتوبر 2000ء کو اُس وقت نمازیوں پر فائرنگ کر کے پانچ احمدیوں کو شہید کر دیا گیا تھا جب وہ نماز فجر کے وقت مسجد میں جمع تھے۔ گھٹیالیاں کی احمدیہ مسجد میں نماز فجر کے بعد دہشت گردی کے نتیجہ میں شہید ہونے والے ایک نوجوان کی والدہ نے یہ اظہار کیا کہ ''ایک بچے کی جان کیا، اگر مسجد کی آبادکاری کے لئے مجھے باقی بچوں کے خون کا نذرانہ بھی دینا پڑا تو یہ میرے لئے باعث فخر ہوگا ...... میں نے اپنے باقی بچوں سے مسجد کی آبادکاری کا حلف لے لیا ہے''۔ گھٹیالیاں کے سانحہ کے کچھ ہی روز بعد تخت ہزارہ میں احمدیہ مسجد پر حملہ کر کے پانچ احمدیوں کو شہید کر دیا گیا۔ تخت ہزارہ کے شہداء میں عارف محمود صاحب تیرہ چودہ سال کی عمر سے نمازوں میں بہت باقاعدہ تھے اور اسی وجہ سے والدہ نے ان کا نام مسیتڑ رکھا ہوا تھا۔ اسی طرح محترم نذیر احمد صاحب رائے پوری شہید اور ان کے بیٹے عارف محمود صاحب شہید بھی پنجگانہ نماز مسجد میں ادا کرتے اور فارغ وقت بھی وہیں گزارتے تھے۔ تخت ہزارہ کے امیر محترم ماسٹر ناصر احمد صاحب شہید بھی تہجد کے پابند تھے اور حالات جیسے بھی خراب ہوتے، نماز مسجد جا کر ہی پڑھتے۔ ساری ساری رات عبادت کیا کرتے تھے۔ ان کی اہلیہ کہتی ہیں کہ نماز اتنی لمبی پڑھتے تھے کہ میں حیران رہ جاتی اور میرے دل میں وہم آتا کہ ایسے لوگ زیادہ دیر دنیا میں نہیں رہتے۔

احمدیہ مساجد پر حملے اور کئی ظالمانہ شہادتیں پاکستان کے بعض دوسرے شہروں کے علاوہ انڈونیشیا، بنگلہ دیش اور بھارت میں بھی ہوئیں۔

قادیان اور ربوہ کے بہت سے دوکاندار اور قلی مزدور بھی نماز باجماعت کے ایسے عاشق تھے کہ انہیں اپنے کام کی پرواہ کئے بغیر نماز کے وقت صرف مسجد جانے کا ہی خیال رہتا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے جب 1988ء میں تحریک فرمائی کہ یورپ کے احمدی جمعہ پڑھنے کا اہتمام کریں اور اگر نوکریاں اس راہ میں حائل ہوں تو وہ بھی چھوڑ دیں، اس پر کئی ایک نے نوکریوں سے استعفے دیدئے اور اللہ تعالیٰ نے اکثر کو پہلے سے بہتر روزگار عطا فرمایا جبکہ بعض کو شدید مشکلات سے بھی گزرنا پڑا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے 1996ء میں نواحمدی ابراہیم صاحب کا جنازہ پڑھانے سے پہلے خطبہ جمعہ میں فرمایا: یہ گلاسگو میں پانچ سال پہلے مسلمان ہوئے تھے مگر احمدی نہیں تھے۔ ایک سال پہلے ان کا تعارف اتفاقاً جماعت سے بوسنیا میں ہوا۔ انہوں نے جس طرح احمدیوں کو عبادت کرتے دیکھا ان کا تعلق باللہ دیکھا، ہر موقع پر دعا کر کے کام کرتے تھے۔ اس سے اتنا متاثر ہوئے کہ انہوں نے اپنے آپ کو احمدیوں کے ساتھ جانے کے لئے وقف کر دیا اور مجھے کہا کہ آج سے میں احمدی ہوں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے دورہ گوئٹے مالا کے حالات بیان کرتے ہوئے فرمایا: ہمارے سیکورٹی چیف نے مجھ سے درخواست کی کہ میں آپ کے ساتھ نماز پڑھنا چاہتا ہوں۔ میں نے کہا کہ بڑی خوشی کے ساتھ پڑھیں۔ اس کی وجہ انہوں

باقی صفحہ 10 پر ملاحظہ فرمائیں

انصار اللہ کی ذمہ داریاں

(مرتبہ: بشارت الرحمٰن زیروی)

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے تنظیم کی غرض سے جماعت احمدیہ کو تین قسم کے نظاموں میں منقسم فرمایا ہے یعنی اول اطفال الاحمدیہ کا نظام جو پندرہ سال سے کم عمر کے بچوں پر مشتمل ہے۔ دوسرے خدام الاحمدیہ کا نظام جو پندرہ سال سے لے کر چالیس سال تک کے نوجوانوں پر مشتمل ہے۔ اور تیسرے انصار اللہ کا نظام جو چالیس سال اور اس سے اوپر کے اصحاب پر مشتمل ہے۔

قرآن شریف ہمیں یہ بتاتا ہے کہ چالیس سال کی عمر انسانی قویٰ کے کامل نشوونما کی عمر ہے۔ جبکہ انسان اپنی بعض مخصوص ذمہ واریوں کے ادا کرنے کی بہترین قابلیت پیدا کرتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

حَتَّى إِذَا بَلَغَ أَشُدَّهُ وَبَلَغَ أَرْبَعِينَ سَنَةً قَالَ رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَى وَالِدَيَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ (احقاف:16)

انصار اللہ پختگی کی عمر

یعنی ''جب ایک نیک انسان اپنے نشوونما کی کامل پختگی کو پہنچ جاتا ہے اور چالیس سال کا ہو جاتا ہے تو پھر اس کے اندر سے ایک فطری آواز بلند ہوتی ہے کہ خدایا تو نے مجھ پر کتنی نعمتیں فرمائی ہیں کہ پہلے مجھے بہترین طاقتوں کے ساتھ پیدا کیا اور پھر ابتدائی عمر کے خطرات سے گذار کر پختگی کی عمر تک پہنچایا۔ سو اب مجھے توفیق عطا کر کہ میں تیری ان نعمتوں کا بہترین حق ادا کر سکوں جو تو نے مجھ پر یا میرے والدین پر کی ہیں اور مجھے توفیق عطا کر کہ میں ایسے اعمال بجا لاؤں جو تیری رضا کا موجب ہوں۔'' گویا چالیس سال کی عمر انسانی قویٰ کا کامل نشوونما کی عمر قرار دی گئی ہے۔

انصار اللہ کا دائرہ عمل

مجلس انصار اللہ کے قیام کا مقصد اس کے اپنے نام سے ظاہر ہے۔ ''انصار اللہ'' سے کیا مراد ہے!؟ اس کی تشریح کرتے ہوئے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

''انصار اللہ کے معنی ہیں خدا کے مددگار۔ اور چونکہ خدا ایک غیر محدود ہستی ہے اس لئے انصار اللہ کے کام کا دائرہ حقیقتاً بہت وسیع ہے۔ حق یہ ہے کہ جو جو کام خدا دنیا میں اپنے رسولوں کے ذریعہ لینا چاہتا ہے وہ سب انصار اللہ کے دائرہ عمل میں آتے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں کہہ سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی جتنی بھی ایسی صفات ہیں جن کا اس دنیا کے نظام سے تعلق ہے ان سب میں انصار اللہ کو خدا کا مظہر بننا چاہئے۔ اس کے بغیر کوئی شخص کامل طور پر انصار اللہ نہیں بن سکتا۔''

(افتتاحی خطاب اجتماع انصار اللہ مطبوعہ ماہنامہ انصار اللہ نومبر 61ء)

انصار اللہ کے فرائض

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجلس انصار اللہ کے قیام کے اس مقصد کی روشنی میں انصار اللہ کے مفوضہ کاموں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

''ان سے وہی کام لیا جائے گا جو رسول کریم ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم سے لیا گیا۔ یعنی کچھ تو اس بات پر مقرر کئے جائیں گے کہ وہ لوگوں کو تبلیغ کریں۔ کچھ اس بات پر مقرر کئے جائیں گے کہ وہ لوگوں کو قرآن اور حدیث پڑھائیں۔ کچھ اس بات پر مقرر کئے جائیں گے کہ وہ لوگوں کو وعظ و نصیحت کریں۔ کچھ اس بات پر مقرر کئے جائیں گے کہ وہ تعلیم و تربیت کا کام کریں۔ اور کچھ یُزَکِّیْھِمْ کے دوسرے معنوں کے مطابق اس بات پر مقرر کئے جائیں گے کہ وہ لوگوں کی دنیوی ترقی کی تدابیر عمل میں لائیں۔'' (مطبوعہ الفضل یکم اگست 1940ء)

انصار اللہ اور خلافت کا دائمی قیام

مجلس انصار اللہ کے قیام کا ایک اور اہم مقصد جماعت میں نظام خلافت کو دائمی طور پر قائم رکھنا ہے۔ اسی لئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے انصار اللہ کو خاص طور پر تاکید فرمائی کہ:

''تم اپنے انصار ہونے کی علامت یعنی خلافت کو ہمیشہ ہمیش قائم رکھتے چلے جائیں اور کوشش کرو کہ یہ کام نسلاً بعد نسل چلتا چلا جائے اور اس کے دو وسیلے ہو سکتے ہیں۔ ایک ذریعہ تو یہ ہے کہ اپنی اولاد کی صحیح تربیت کی جائے اور اس میں خلافت کی محبت قائم کی جائے...... دوسری طرف خدا تعالیٰ سے دعائیں مانگو...... پس اگر تم اپنی اصلاح کرو گے تو تمہارا اللہ تعالیٰ سے تعلق قائم ہو جائے گا اور اگر تم حقیقی انصار اللہ بن جاؤ اور اللہ تعالیٰ سے تعلق قائم کر لو تو تمہارے اندر خلافت بھی دائمی طور پر رہے گی۔'' (الفضل 24 مارچ 1957ء)

انصار اللہ کی ذمہ داریاں

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ انصار اللہ کو متوجہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

''انصار اللہ پر بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ وہ اپنی عمر کے آخری حصہ میں سے گزر رہے ہیں اور یہ آخری حصہ وہ ہوتا ہے جب انسان دنیا کو چھوڑ کر اگلے جہان کی فکر میں ہوتا ہے اور جب کوئی انسان اگلے جہان جا رہا ہو تو اس وقت اسے اپنے حساب کی صفائی کا بہت زیادہ خیال ہوتا ہے اور وہ ڈرتا ہے کہ کہیں وہ ایسی حالت میں دنیا سے کوچ نہ کر جائے کہ اس کا حساب گندہ ہو۔ اس کے اعمال خراب ہوں اور اس کے پاس وہ زادِ راہ نہ ہو جو اگلے جہان میں کام آنے والا ہے۔ جب احمدیت کی غرض یہی ہے کہ بندے اور خدا کا تعلق درست ہو جائے تو ایسی عمر میں

اور عمر کے ایسے حصہ میں اس کا جس قدر احساس ایک مومن کو ہونا چاہئے وہ کسی شخص سے مخفی نہیں ہوسکتا......(انصار اللہ) اگر اپنے فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی سے کام لیں گے وہ اگر دین کی محبت اپنے نفوس میں اور پھر تمام دنیا کے قلوب میں پیدا کرنے میں کامیاب نہ ہوں گے وہ اگر احمدیت کی اشاعت کو اپنا اولین مقصد قرار نہ دیں گے اور وہ اگر اس حقیقت سے اغماض کریں گے کہ انہوں نے اسلام کو دنیا میں پھر زندہ کرنا ہے تو انصار اللہ کی عمر کے بعد اور کون سی عمر ہے جس میں وہ یہ کام کریں گے۔'' (الفضل 17/نومبر 1943ء)

انصار اللہ اور غلبۂ اسلام

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے مجلس انصار اللہ مرکزیہ کے پندرھویں سالانہ اجتماع کے موقعہ پر 23/اکتوبر 1970ء کو جو بصیرت افروز افتتاحی خطاب فرمایا درج ذیل ہے:

''غلبۂ اسلام وہ عظیم کام ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس جماعت کا قیام کیا ہے۔ اس عظیم کام کا تعلق صرف ایک نسل سے نہیں ہے بلکہ نسلاً بعد نسل کئی نسلوں سے اس کا تعلق ہے اور یہ حقیقت بڑی عظیم ذمہ واریاں ہر اس نسل پر جس کے بعد ایک نئی نسل آنے والی ہو ڈالتی ہے۔ بنیادی ذمہ واری تو اگلی نسل کی تربیت ہے اور اس تربیت کے لئے ضروری ہے کہ انسان کے اندر خود مربی کی صفات ہوں۔ جو شخص متقی نہیں اور جس کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک زندہ اور پختہ تعلق نہیں ہے جو ایک عاجز خادم اور مزدور کے طور پر خود کو نہیں سمجھتا جو عاجزانہ راہوں کو اختیار کر کے اللہ تعالیٰ کی رحمت کو حاصل نہیں کرتا وہ آنے والی نسل کی تربیت نہیں کر سکتا۔ یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ اب یہاں آنے والی نوجوان نسل کی تربیت کی ذمہ واری پہلوں پر ہے اور اس تربیت کے لئے خود کو تیار کرنے کی ذمہ واری بھی ان پر ہے اور یہ ضروری ہے کہ وہ خود متقی بنیں اور خود اللہ تعالیٰ سے زندہ تعلق قائم کر کے اس کی رحمتوں کے وارث بنیں۔ وہ فلسفیانہ طور پر اپنے رب پر ایمان نہ لا رہے ہوں بلکہ وہ اپنی زندگی میں خدا تعالیٰ کی زندہ قوتوں اور طاقتوں کا مشاہدہ کرنے والے ہوں۔ اگر وہ ایسے ہوں تب ہی اور صرف تب ہی وہ آنے والی نسل کی تربیت کر سکتے ہیں۔ اس سلسلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے ان وعدوں کو دوہرایا جو قرآن کریم میں امت مسلمہ کو دیئے گئے ہیں۔ بنیادی طور پر قرآن کریم نے ایک ہی شرط رکھی ہے اور وہ ایمان کی پختگی اور ہمہ گیری ہے یعنی انسان کے سارے نفس کو ایمان نے اپنے احاطہ میں لے لیا ہو اور اس ایک بنیادی شرط کے ساتھ بڑے عظیم وعدے دیئے ہیں۔ اور قرآن کریم نے بڑی تفصیل کے ساتھ ان باتوں پر روشنی ڈالی ہے۔

پس انصار اللہ کا یہ فرض ہے کہ اپنی زندگیاں اس نمونہ کے مطابق ڈھالیں اور انصار اللہ کا یہ فرض ہے کہ اپنی نسلوں کی صحیح طور پر تربیت کریں۔ اپنے گھروں میں بچوں کو اسلام سکھائیں۔ قرآن پڑھائیں۔ ہمارے رسول کی پیاری باتیں ان کے کانوں میں ڈالیں۔ محمد ﷺ کے سب سے بڑے عاشق حضرت مہدی کی باتیں ان تک پہنچائیں اور مہدی علیہ السلام کی کتب کا خود بھی مطالعہ کریں اور اپنی نسلوں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا

ایک تاکیدی ارشاد

''نمازوں کے اوقات میں جیسا کہ خدا تعالیٰ کا حکم ہے پوری توجہ نمازوں کی طرف رکھو۔ تمہارے کام یا تمہارے دوسرے عذر تمہیں نمازیں پڑھنے سے نہ روکیں۔ کام کی خاطر نماز کو نہ چھوڑو بلکہ نماز کی خاطر کام کو چھوڑو۔ ورنہ یہ بھی ایک مخفی شرک ہے''۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 29/اپریل 2005ء)

کو بھی کروائیں تاکہ جو ہماری ذمہ داری ہے کہ ساری دنیا میں اسلام غالب ہو۔ اس ذمہ داری کو کماحقہٗ ادا کر سکیں۔ اور اپنے خدا کے حضور سرخرو ہو جائیں۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔ اور خدا تعالیٰ نے جو کام ہمارے سپرد کیا ہے۔ وہ ہمیں کامیاب طریقے پر کرنے کی وہ خود توفیق عطا کرے۔ آمین۔

(افتتاحی خطاب سالانہ اجتماع مجلس انصار اللہ 1979ء)

انصار اللہ اور تبلیغ اسلام

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمۃ اللہ تعالیٰ انصار اللہ کو متوجہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

مَنْ أَنصَارِيْ إِلَى اللّٰهِ یعنی میں تو اللہ کی طرف دعوت دینے والا ہوں اور دنیا کو خدا کی طرف لے جانے والا ہوں پس کون ہے جو میرا اس معاملہ میں مددگار ہو جائے کہ میں خدا کی طرف لے جاؤں۔ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ أَنصَارُ اللّٰهِ حواریوں نے کہا ہمیں ہیں انصار اللہ۔ فَآمَنَت طَّائِفَةٌ مِّن بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ پس بنی اسرائیل میں سے ایک گروہ تو ایمان لے آیا۔ وَكَفَرَت طَّائِفَةٌ اور ایک گروہ نے انکار کر دیا۔ فَأَيَّدْنَا الَّذِيْنَ آمَنُوا عَلَى عَدُوِّهِمْ فَأَصْبَحُوا ظَاهِرِيْنَ پس ہم نے ان لوگوں کی جو ایمان لائے تھے ان کے دشمنوں کے خلاف مدد کی اور وہی تھے جو بالآخر غالب آنے والے ہو گئے۔ فَأَصْبَحُوا ظَاهِرِيْنَ میں ایک اس طرف بھی اشارہ ہے کہ اس وقت وہ کمزور تھے اور واقعۃً بھی یہی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان کی کمزوریاں دور فرمائیں اور ان کو وہ طاقت بخشی کہ وہ بالآخر غالب آنے والے بن گئے۔

اس آیت میں جو خاص طور پر میں نے آج کے خطاب کے لئے چنی ہے جہاں تک انصار اللہ کا تعلق ہے وہ سمجھتے بھی ہیں کہ ان کا ذکر ہے اس لئے اس آیت کو پیش کیا گیا ہے مگر اصل جو بنیادی بات ہے جس کی طرف میں آپ کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں وہ مَنْ أَنصَارِيْ إِلَى اللّٰهِ کون ہے جو اللہ کی طرف لے جانے میں میرا مددگار ہو جس کا مطلب یہ ہے کہ اولین ذمہ داری تبلیغ کی ان پر عائد ہوتی ہے جو کہتے ہیں: نَحْنُ أَنصَارُ اللّٰهِ ہم ہیں اللہ کے مددگار۔ اور اس پر مجھے خدام الاحمدیہ سے بڑھ کر انصار اللہ پر تبلیغ کرنے کی ذمہ داری عائد معلوم ہوتی ہے کیونکہ وہ یہ دعویٰ کر بیٹھے ہیں اور انصار اللہ کا آغاز ہی اسی آیت کے حوالے سے ہوا تھا اور حضرت

مصلح موعودؓ نے انصار کی بنیاد اس بنا پر ڈالی تھی کہ ایسا دعویٰ کرنے والوں کی ضرورت ہے جو کہ دعوے میں سچے اور مخلص ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیغام میں اس سے بڑھ کر مددگار بنیں جیسا کہ پہلے مسیح علیہ السلام کے پیغام میں اس زمانے نَحْنُ أَنصَارُ اللّٰہ کہنے والے مددگار بن گئے تھے۔

(خطاب بر موقع سالانہ اجتماع مجلس انصار اللہ جرمنی 1998ء)

انصار اللہ اور قیام عبادت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز انصار کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

پس جب انصار اللہ کا نام اپنے ساتھ لگایا ہے تو سب سے پہلا اور بڑا اور اہم تقاضا انصار اللہ بننے کا یہی ہے کہ اس کی عبادت کے معیار قائم کئے جائیں۔ جیسا کہ میں نے کہا انصار اللہ نے اپنے تعلق باللہ کے ساتھ ساتھ نوجوانوں اور بچوں کے لئے بھی نمونہ بننا ہے اور اگر انصار اللہ میں نمازوں کے بارے میں سستیاں ہوتی رہیں یا ان میں سے ایک بڑا حصہ سستی دکھاتا رہے یا اگر اکثریت نہ سہی مگر ایک حصہ سستی دکھاتا رہے تو جہاں وہ نماز کے اہم فریضہ پر توجہ نہ دے کر اپنے اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق میں کمی کر رہے ہوں گے وہاں وہ ایک مذہبی فریضہ پر پوری طرح عمل نہ کر کے ایک ایسا جرم کر رہے ہوں گے جو مذہبی جرم ہے۔ نماز ایک ایسا اہم فریضہ ہے جس کا ادا کرنا بہت ضروری ہے۔...... پس جب انصار یہ کہتے ہیں کہ الحمد للہ ہم مجلس انصار اللہ کے ممبر ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم اس مجلس کے ممبر ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ہر کام میں مددگاروں کی مجلس ہے۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی توحید کے قیام کے لئے ہر قسم کی عملی مدد کرنے کے لئے بھی تیار ہیں اور عملی مدد کا پہلا اور بنیادی قدم بلکہ ایسا قدم جسے خدا تعالیٰ نے فرائض میں شامل فرمایا ہے نماز ہے اور عبادت کے یہی عملی نمونے جب گھروں میں قائم ہوتے ہیں، نماز کے قیام کی گھروں میں بات ہوتی ہے تو نئی نسل بھی اس کی اہمیت اپنے ذہنوں میں بٹھا لیتی ہے اور اس طرح ہم اپنی نسلوں کی تربیت انہی بنیادوں پر کر رہے ہوتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں بتائی ہیں اور یہ ایک بہت بڑا اہم کردار ہے جو خاموشی سے گھر کا سربراہ ادا کر رہا ہوتا ہے۔......

انصار اللہ تبلیغ کریں

انصار اللہ کی ایک خاصی تعداد ایسی ہے جو فارغ ہے تو بجائے گھر میں بیٹھنے کے، گھر والوں کو پریشان کرنے کے مجلس انصار اللہ کو باقاعدہ ایسی سکیم بنانی چاہئے جس کے تحت انصار اللہ کے جو ممبران ہیں اُن کو تبلیغ کے لئے استعمال کیا جائے اور وہ انصار جو فارغ ہیں خود بھی اپنے آپ کو اس کے لئے پیش کریں اور تبلیغ کے میدان میں مدد کریں۔......

نظام وصیت میں شمولیت

ایک تو میں نے کہا تھا کہ صف دوم کے جو انصار ہیں وہ نظام وصیت میں شامل ہونے کی کوشش کریں۔ اگر صف دوم کے انصار نے اس طرف توجہ دی ہے اور ان کی اکثریت، بلکہ صف دوم کے انصار کو تو سو فیصد شامل ہونے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اگر تو اکثریت شامل ہو گئی ہے تو الحمد للہ اور اگر کوئی مزید گنجائش ہے تو اسے بھی پورا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے اور یہ کوشش مجلس انصار اللہ کی سطح پر ہونی چاہئے۔ اگر وہ معیاری عمل نہیں کئے جن کی انصار اللہ سے توقع کی جاتی ہے تو تب بھی توجہ کرنی چاہئے۔

خلافت سے وابستگی اور اس کے تقاضے

پھر انصار اللہ کا ایک اہم کام خلافت سے وابستگی اور اس کے استحکام کی کوشش کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کا ہر فرد اس میں لگا ہوا ہے اور بڑے اعلیٰ نمونے پیش کرتے ہیں۔ لیکن انصار اللہ کو اس پر نظر رکھنی چاہئے کہ جو معیار حاصل کر رہے ہیں یہ یہیں نہ رک جائیں بلکہ بڑھتے چلے جائیں۔ اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے اور یقیناً یہ خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ خلافت مومنین کے لئے ضروری ہے اور قرآن کریم میں اس کا ذکر بھی فرمایا ہے جیسا کہ فرماتا ہے......

وَعَدَاللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوا مِنكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُم فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِن قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِيْ ارْتَضَى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُم مِّن بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْناً يَعْبُدُونَنِيْ لَا يُشْرِكُونَ بِيْ شَيْئاً وَمَن كَفَرَ بَعْدَ ذَلِكَ فَأُوْلَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ (سورۃ النور:56)

کہ اللہ تعالیٰ نے تم میں سے جو ایمان لانے والے ہیں اور نیک عمل کرنے والے ہیں اُن سے وعدہ کیا ہے کہ وہ اُن کو زمین میں خلیفہ بنا دے گا یعنی ان میں خلافت کا نظام قائم ہوگا اور مومنین کی جماعت خلیفہ وقت کی طرف دیکھتے ہوئے اس کی باتوں پر عمل کرنے والی ہو جائے گی۔ گویا کہ وہ ایک جان بن جائیں گے۔ جماعت کا اور خلیفہ کا ایک وجود بن جائے گا۔ افراد جماعت اس کے اعضاء ہو جائیں گے اور خلیفۂ وقت اس کے دل و دماغ کا کردار ادا کرے گا اور جب یہ سوچ ہر ایک میں پیدا ہو جائے گی تو سوال ہی نہیں کہ کوئی فرد جماعت اپنے فیصلوں اور اپنے علمی نکتوں اور اپنے عملوں پر اصرار کرے۔ دنیا نے کبھی یہ واقعہ ہوتے نہیں دیکھا کہ دماغ ہاتھ کو ایک حکم دے اور ہاتھ اس حکم کو رد کرتے ہوئے اپنے طور پر کوئی کام سر انجام دے۔

انصار اللہ کو ہمیشہ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ وہ اس انعام سے حقیقی رنگ میں تبھی فیض اٹھائیں گے جب وہ ہر وقت اپنے ذہن میں یہ رکھیں گے کہ بحیثیت انصار اللہ ہم اس جسم کا اہم عضو ہیں اور جسم کی بقا کے لئے ضروری ہے کہ اس کا ہر عضو سلامت ہو اور ہم نے اپنا نام اللہ تعالیٰ کا مددگار رکھ کر اپنے آپ کو جماعت کا وہ اہم حصہ بنا لیا ہے جس کے عملی نمونے اور پاک تبدیلیاں دوسری تنظیموں اور افراد جماعت سے بہت بڑھ کر ہونی چاہئیں۔ ہماری مالی قربانیوں کے معیار بھی دوسروں سے بلند ہوں۔ ہماری تبلیغی سرگرمیوں کے معیار بھی دوسروں سے بلند ہوں۔ ہماری عبادتوں کے معیار بھی دوسروں سے بلند ہوں۔ جب یہ باتیں ہوں گی تو ہم حقیقی انصار اللہ کہلائیں گے۔''

(خطاب بر موقع سالانہ اجتماع انصار اللہ۔ 4 راکتوبر 2009ء بمقام اسلام آباد ٹلفورڈ)

تبلیغی مساعی مجلس انصاراللہ یوکے

(رپورٹ: شکیل احمد بٹ۔ ایڈیشنل قائد تبلیغ مجلس انصاراللہ یوکے)

اللہ تعالیٰ کے فضل اور مدد سے مجلس انصار اللہ یو کے کی طرف سے تبلیغی پروگرامز بعنوان Eid Party & Exhibition انعقاد کئے گئے۔ تمام پروگراموں میں انصار اللہ کی طرف سے تیار کردہ قرآن کریم سے متعلقہ پوسٹرز آویزاں کئے گئے اور قرآن کریم کے مختلف تراجم والے نسخے نمائش کیلئے رکھے گئے۔ ہر جگہ کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن کریم معہ ترجمہ کیا گیا۔ اس کے بعد اسلام میں عید کی اہمیت اور جماعت احمدیہ کے عقائد پر مشتمل مختصر تقاریر کے بعد مہمانوں کو سوالات کرنے کی دعوت دی گئی۔ ان پروگراموں کی ریجن وائز رپورٹ پیش ہے۔

Region London: کی 2 مجالس WestHill اور Fazal Mosque میں عید پارٹی پروگرام مجالس سوال و جواب منعقد کی گئیں۔ مورخہ 13 نومبر بروز اتوار مجلس ویسٹ ہل اور مجلس فضل مسجد میں عید ملن پارٹی منعقد کی گئیں۔ ان پروگراموں میں 28 غیر از جماعت مہمانوں نے شرکت کی۔ مرکز سے محترم چوہدری وسیم احمد صاحب صدر مجلس انصار اللہ اور مکرم چوہدری رفیق جاوید صاحب نائب صدر شامل ہوئے۔ مکرم زعیم اعلیٰ لندن نے پروگرام کا تعارف پیش کیا۔ محترم مولانا مومن زاہد صاحب مربی سلسلہ نے عید الضحیٰ کا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قربانی سے متعلق واقعات بیان کئے۔

مورخہ 16 نومبر بروز بدھ مجلس Wandsworth کے پروگرام میں 42 غیر از جماعت مہمانوں نے شرکت کی۔ مرکز سے محترم صدر صاحب مجلس انصار اللہ شامل ہوئے۔ مکرم امام عطاء المجیب راشد صاحب نے اسلام کی خوبصورت تعلیم / عید الضحیٰ اور قربانی کی اہمیت بیان کی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد اور خلفاء احمدیت کا تعارف پیش کیا۔ ایک خاتون نے سوال کیا کہ ایک عورت نبی کیوں نہیں ہوسکتی۔ امام صاحب نے اس کی وضاحت کی۔

مورخہ 19 دسمبر بروز سوموار مجلس Wandsworth نے ایک مقامی سکول میں پروگرام منعقد کیا جس میں سکول کے 60 ٹیچرز نے شرکت کی۔ ریجن کی طرف سے مکرم ڈاکٹر مجیب الحق صاحب زعیم اعلیٰ شامل ہوئے اور جماعت کا تعارف کروایا گیا۔ مکرم مشہود گلزار صاحب زعیم مجلس نے سکول کی انتظامیاں کا شکریہ ادا کیا۔ مکرم بشارت احمد سرویا صاحب کی کوشش سے سکول کی انتظامیاں نے پروگرام کے انعقاد کے لئے بھرپور تعاون کیا۔ سکول کے تقریباً 400 بچوں میں چاکلیٹ تقسیم کئے گئے۔

Region Baitul-Futuh: مورخہ 18 نومبر بروز جمعہ Lower Morden کے پروگرام میں 5 غیر از جماعت مہمانوں نے شرکت کی۔ محترم مولانا مومن زاہد صاحب مربی سلسلہ نے جماعت کا تعارف پیش کرنے کے بعد سوالات کے جواب دیئے۔ مرکز سے صدر صاحب مجلس انصار اللہ اور مکرم منصور احمد صاحب کاہلوں نائب صدر شامل ہوئے۔

مورخہ یکم دسمبر بروز جمعرات مجلس South Morden نے اپنے تبلیغی گاؤں میں پروگرام منعقد کیا جس میں 12 غیر از جماعت مہمانوں نے شرکت کی۔ مکرم حافظ اعجاز احمد طاہر صاحب مربی سلسلہ سوالات کے جواب دینے کے لئے موجود تھے۔ (ہماری خواتین اور بچیاں مہمان خواتین کو حنا لگانے کے لئے موجود تھیں) مرکز کی طرف سے مکرم شیخ رفیق طاہر صاحب اور خاکسار شامل ہوئے۔

مورخہ 10 دسمبر بروز ہفتہ مجلس New Malden کے پروگرام میں 28 غیر از جماعت مہمانوں نے شرکت کی۔ مکرم حافظ مشہود احمد صاحب اُستاد جامعہ نے جماعت کا تعارف پیش کرنے کے بعد سوالات کے جواب دیئے۔ مرکز کی طرف سے مکرم منصور احمد صاحب کاہلوں نائب صدر اور خاکسار شامل ہوئے۔

مورخہ 17 دسمبر بروز ہفتہ مجلس Epsom نے اپنے تبلیغی گاؤں میں پروگرام منعقد کیا جس میں 27 غیر از جماعت مہمانوں نے شرکت کی۔ مرکز کی طرف سے مکرم منصور احمد صاحب کاہلوں نائب صدر اور خاکسار شامل ہوئے۔

Region Bailul-Noor: 26 نومبر بروز ہفتہ Tooting کے پروگرام میں 20 غیر از جماعت مہمانوں نے شرکت کی۔ محترم مولانا مومن زاہد صاحب مربی سلسلہ نے جماعت کا تعارف کروایا اور سوالوں کے جواب دیئے۔ مرکز سے مکرم چوہدری ڈاکٹر اعجاز الرحمٰن صاحب نائب صدر شامل ہوئے۔

مورخہ 27 نومبر بروز اتوار Collierswood کے پروگرام میں 50 غیر از جماعت مہمانوں نے شرکت کی۔ زیر صدارت مکرم منصور احمد صاحب کاہلوں نائب صدر پروگرام کا انعقاد کیا گیا۔ 2 جامعہ طلباء مکرم عبد القدوس صاحب اور مکرم احمد خورشید صاحب نے سوالوں کے جواب دیئے۔

مورخہ 27 نومبر بروز اتوار Mitcham کے پروگرام میں 34 غیر از جماعت مہمانوں نے شرکت کی۔ مکرم مولانا مرزا نصیر احمد صاحب پروفیسر جامعہ احمدیہ نے جماعت کا تعارف پیش کیا اور سوالوں کے جواب دیئے۔ مرکز کی طرف سے مکرم ڈاکٹر منصور ساقی صاحب قائد تربیت شامل ہوئے۔

Region East: مورخہ 13 نومبر بروز اتوار Newham کے پروگرام میں 4 غیر از جماعت مہمانوں نے شرکت کی۔ اہم مہمانوں میں ایک لوکل کونسلر کی شرکت تھی۔ محترم منصور احمد ساقی صاحب قائد تربیت نے پروگرام کا تعارف پیش کیا۔ محترم امام عطاء المجیب راشد صاحب نے جماعت کا تعارف پیش کیا اور سوالوں کے جوابات دیئے۔

Region Islamabad: مورخہ 13 نومبر بروز اتوار Woking کے پروگرام میں 51 غیر از جماعت مہمانوں نے شرکت کی۔ محترم شیخ رفیق احمد طاہر صاحب معاون صدر مجلس نے پروگرام کا تعارف پیش کیا۔ محترم مولانا مبارک احمد بسرا صاحب ریجنل مربی سلسلہ نے جماعت کا تعارف پیش کیا اور سوالوں کے جوابات دیئے۔

مورخہ 20 نومبر بروز اتوار Oxford کے پروگرام میں 9 غیر از جماعت مہمانوں نے شرکت کی۔ محترم مولانا مبارک احمد بسرا صاحب ریجنل مربی سلسلہ نے جماعت کا تعارف پیش کیا۔ مرکز سے محترم صدر صاحب مجلس انصار اللہ اور مکرم منصور احمد صاحب کاہلوں نائب صدر شامل ہوئے۔

Region Middlesex: 4 دسمبر بروز اتوار مجلس Greenford کے پروگرام میں 4 غیر از جماعت مہمانوں نے شرکت کی۔ مکرم رانا مشہود احمد صاحب لوکل مربی سلسلہ نے جماعت کا تعارف پیش کرنے کے بعد سوالات کے جواب دیئے۔

Region Midlands: مورخہ 12 نومبر بروز ہفتہ .Leamington Spa کے پروگرام میں 21 غیر از جماعت مہمانوں نے شرکت کی۔ اہم مہمانوں میں کیمبرج یونیورسٹی کے سائنسدان Mr. M Knowles کی شرکت تھی۔ انہوں نے فرمایا کہ جماعت اپنے امن کے پیغام کو اور زیادہ پہنچائے اور مسلمانوں کی لیڈرشپ آپ کے ہاتھ میں ہونی چاہئے۔ محترم منصور احمد صاحب کاہلوں نائب صدر کی زیر صدارت پروگرام منعقد ہوا۔ مکرم سیّد امتیاز احمد صاحب ریجنل ناظم نے پروگرام کا تعارف پیش کیا۔ مکرم مرزا نصیر احمد صاحب نے جماعت کے پرامن پیغام کو بیان کیا اور سوالوں کے جوابات دیئے۔

مورخہ 26 نومبر بروز ہفتہ Wolverhampton کے پروگرام میں 15 غیر از جماعت مہمانوں نے شرکت کی۔ مکرم سیّد امتیاز احمد صاحب ریجنل ناظم مڈلینڈ نے پروگرام کا تعارف پیش کیا۔ مرکز سے مکرم منصور احمد صاحب کاہلوں نائب صدر اور مکرم شیخ رفیق طاہر صاحب معاون صدر شامل ہوئے۔ مکرم غلام احمد صاحب خادم مربی سلسلہ نے جماعت کا تعارف کروایا۔

مورخہ 9 نومبر بروز جمعہ مجالس برمنگھم سنٹرل اور ایسٹ (Birmingham C+E)

کے پروگرام میں 69 غیراز جماعت مہمانوں نے شرکت کی۔مرکز سے مکرم منصور احمد صاحب کاہلوں اور مکرم ظہیر احمد صاحب جتوئی قائد عمومی اور خاکسار شامل ہوئے۔مکرم عطاء المجیب صاحب راشد نے جماعت کا تعارف کروایا اور سوالوں کے جوابات دیئے۔

مورخہ 11 نومبر بروز اتوار مجلس Leicester کے پروگرام میں 9 غیر از جماعت مہمانوں نے شرکت کی۔مکرم سیّد امتیاز احمد صاحب ریجنل ناظم مڈلینڈ نے پروگرام کا تعارف پیش کیا۔مکرم غلام احمد صاحب خادم مربی سلسلہ نے جماعت کا تعارف کروایا اور سوالوں کے جوابات دیئے۔

مورخہ 17 دسمبر بروز ہفتہ مجلس Birmingham West کے پروگرام میں 17 غیراز جماعت مہمانوں نے شرکت کی۔مرکز سے مکرم شیخ رفیق احمد طاہر صاحب معاون صدر شامل ہوئے۔مکرم عبدالغفار صاحب ریجنل مشنری نے جماعت کا تعارف کروایا۔مکرم امام عطاء المجیب صاحب راشد نے سوالوں کے جوابات دیئے۔

Region North West: مورخہ 22 اکتوبر بروز ہفتہ مانچسٹر ساؤتھ نے اپنے متعلقہ گاؤں High Lane Village میں قرآن نمائش اور مجلس سوال جواب کا انعقاد کیا جس میں قرآن کریم کے متعلقہ مختلف موضوعات کے پوسٹر آویزاں کئے گئے۔ پروگرام کا عنوان تھا "Can Faith Bring People Together" مہمانوں کے سوالوں کے جوابات مکرم محمد اکرم ملک صاحب مربی سلسلہ اور مکرم ڈاکٹر تنویر عارف صاحب ریجنل ناظم نے دیئے۔ہال کے اندر ایک قرآن نمائش لگائی گئی تھی جسے مہمانوں نے بہت پسند کیا۔غیراز جماعت مہمانوں کی تعداد 37 تھی۔الحمدللہ

مکرم رانا سلیم احمد صاحب زعیم مجلس انصاراللہ مانچسٹر ساؤتھ کے ساتھ 12 انصار 3 خدام اور چند لجنہ نے بڑی محنت کرتے ہوئے انتظامات مکمل کئے۔اس سے قبل 1600 گھروں پر مبنی اس گاؤں میں 13 وزٹ کئے گئے۔اس دوران گاؤں کے کمیونٹی ہال کے چیرمین سے تعلقات بڑھائے گئے اور پروگرام سے متعلق مزید 800 اشتہار گھروں میں تقسیم کئے گئے۔ چیرمین آف کمیونٹی ہال نے اپنی اہلیہ کے ساتھ شامل ہو کر پروگرام کو سراہا۔زعیم صاحب مجلس نے انہیں سوشل کاموں کے لئے اپنی خدمات پیش کیں ہیں۔

مورخہ 19 نومبر بروز ہفتہ Manchester North میں Qur'an Exhibition منعقد کیا گیا جو کہ 6 گھنٹے جاری رہا۔مقامی لائبریری کے ہال میں منعقد کیا گیا۔اس پروگرام میں 70 غیراز جماعت مہمانوں نے شرکت کی۔مہمانوں نے اپنے ریمارکس میں آویزاں قرآن پوسٹرز کی تحریروں کو بہت پسند کیا۔مکرم ڈاکٹر تنویر عارف صاحب ریجنل ناظم نارتھ ویسٹ پروگرام میں شامل ہوئے۔

Region South: 19 نومبر بروز ہفتہ Thornton Heath کے پروگرام میں 17 غیراز جماعت مہمانوں نے شرکت کی۔ محترم مولانا مومن زاہد صاحب مربی سلسلہ نے جماعت کا تعارف پیش کیا اور سوالوں کے جوابات دیئے۔مرکز کی طرف سے مکرم شیخ رفیق طاہر صاحب معاون صدر شامل ہوئے۔لوکل کونسلر نے اپنے ریمارکس میں آویزاں قرآن پوسٹرز کی تحریروں میں شامل پیغام کو بہت مضبوط قرار دیا۔

مورخہ 20 نومبر بروز اتوار West Croydon میں 33 غیراز جماعت مہمانوں نے شرکت کی۔مکرم شیخ رفیق طاہر صاحب نے صدارت کی۔ محترم مولانا مومن زاہد صاحب مربی سلسلہ نے جماعت کا تعارف پیش کیا اور سوالوں کے جوابات دیئے۔

Region SouthWest مورخہ 30 اکتوبر بروز اتوار "Peace in Society and the Teachings of the Qur'an" کے عنوان سے پروگرام منعقد کیا گیا۔مرکز سے محترم صدر مجلس انصاراللہ یوکے اور معاون صدر شیخ طارق محمود صاحب شامل ہوئے۔مہمانوں کے سوالوں کے جوابات سے قبل قرآن کی تعلیم کے مطابق اسلام اور احمدیت کا سوسائٹی میں امن پر تقریر مکرم نسیم احمد صاحب باجوہ مربی سلسلہ نے کی۔اس کے بعد میئر کی نمائندگی میں Councillor Sharma Baston نے جماعت کے پیغام "Love for All Hatred for None" کے متعلق اپنے نیک جذبات کا اظہار کیا۔غیراز جماعت مہمانوں کی تعداد 17 تھی۔ الحمدللہ۔اس سے قبل مکرم رفیع الدین صاحب ریجنل ناظم ،ظفر محمود صاحب اور زعیم مجلس Stevenage کے ساتھ انصار نے بڑی محنت کرتے ہوئے پروگرام سے متعلق ایک ہزار اشتہار گھروں میں تقسیم کئے اور تمام انتظامات مکمل کئے۔

مورخہ 12 نومبر بروز ہفتہ Town Hill Community Centre سوانزی میں عید پارٹی منعقد کی گئی جس میں 35 غیراز جماعت مہمانوں نے شرکت کی۔اہم مہمانوں میں جناب این رچرڈ لارڈ میئر اور لیڈی میرس سوانزی کی شرکت تھی۔مرکز سے مکرم شیخ رفیق احمد طاہر صاحب معاون صدر شامل ہوئے۔محترم مولانا مبارک احمد بسرا صاحب ریجنل مربی سلسلہ نے جماعت کا تعارف پیش کیا۔محترم امام عطاء المجیب راشد صاحب نے سوالوں کے جوابات سے قبل Ways of celebrations in Islam کے موضوع پر خطاب کیا۔ کونسلر جناب این رچرڈ لارڈ میئر Swansea نے اپنی تقریر میں امام صاحب کے خطاب کو بے پناہ خراج تحسین پیش کیا اور کہا کہ میں نے آج یہاں آ کر اس بہترین ٹیچر سے بہت کچھ سیکھا ہے۔اور جس طرح اسلام نے ضرورت مندوں کے لیے قربانی میں حصہ رکھا ہے اس سے میں متاثر ہوا ہوں اور اسلام میں جانوروں کے سلوک کی تعلیم بھی میرے لیے بڑی اہمیت رکھتی ہے اور میں اس سلوک کی تعلیم کے بارے میں اپنے بچوں کو بھی بتاؤں گا۔انہوں نے شکریہ ادا کیا کہ اس عید پارٹی میں آنے کی دعوت دی۔ان کے خطاب کے آخر میں مکرم منور احمد مغل صاحب ریجنل ناظم ساؤتھ ویسٹ نے لارڈ میئر اور مسز لیڈی میرس اور تمام مہمانوں کا شکریہ ادا کیا۔لارڈ میئر کو انگلش ترجمہ کا قرآن کریم اور کچھ تعارفی لٹریچر بھی پیش کیا گیا۔

Region Scotland: مورخہ 13 نومبر بروز اتوار Glasgow میں عید پارٹی / قرآن نمائش میں 52 تراجم قرآن کریم اور خوبصورت قرآن پوسٹر آویزاں کئے۔اس پروگرام میں 110 غیراز جماعت مہمانوں نے شرکت کی۔اہم مہمانوں میں کونسلر جنرل جرمنی Mr Wolfgang اور کونسلر جنرل روس Mr Sergey Krutikov کی شرکت تھی۔زیر صدارت مکرم ڈاکٹر چوہدری اعجاز الرحمان صاحب نائب صدر پروگرام کا انعقاد کیا گیا۔مکرم ملک محمود صاحب ریجنل ناظم سکاٹ لینڈ نے پروگرام کا تعارف پیش کیا۔مکرم ریجنل امیر صاحب نے خلفاء کا تعارف پیش کیا۔محترم مولانا داؤد احمد قریشی صاحب ریجنل مشنری نے حج اور عید کی فلاسفی اور حضرت ابراہیمؑ وحضرت اسماعیلؑ اور حضرت ہاجرہ کی قربانی کے متعلق واقعات بیان کئے۔دونوں اہم مہمانوں نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے جماعت کی دعوت کا شکریہ ادا کیا۔محترم مربی سلسلہ نے دونوں مہمانوں کو قرآن کریم کا تحفہ پیش کیا۔محترم نائب صدر صاحب نے اختتامی تقریر میں قرآن کی پرامن تعلیم اور حضرت مسیح موعودؑ کی آمد اور جماعت کی خدمات کا ذکر کیا۔

اللہ تعالیٰ مجلس انصاراللہ یوکے کو اپنے پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی فرمودہ تمام نصائح پر عمل کرتے ہوئے تبلیغ کے اہم فریضہ کو ادا کرتے ہوئے لوگوں تک پیغام حق پہنچانے کے تمام ذرائع اپنانے کی توفیق عطاء فرمائے۔اور تمام کارکنان اور حصہ لینے والوں کو اپنے فضلوں سے دین و دنیا کی بہترین حسنات سے نوازے۔آمین

ضروری گذارش:

تمام زعماء اعلیٰ و ریجنل ناظمین انصاراللہ سے درخواست ہے کہ اپنے ریجن کی تمام مجالس کی تبلیغی مساعی سے متعلقہ رپورٹ باقاعدگی سے بھجوائیں تا کہ اس کی اشاعت کروائی جاسکے۔جس سے تبلیغ میں حصہ لینے والوں کی حوصلہ افزائی ہوگی۔رپورٹ کے ساتھ تبلیغی پروگراموں کے موقع پر بنائی گئی معیاری تصاویر بھی بھجوائی جائیں۔برائے مہربانی درج ذیل ای میل ایڈریس پر بھجوائیں۔شکریہ

Tabligh.Ansar@gmail.com

انصار ڈائجسٹ

محمود احمد ملک

اس کالم میں قارئین کی طرف سے موصول شدہ دلچسپ اور مفید تحریریں شامل اشاعت کی جاتی ہیں۔ قارئین خود لکھ کر یا اپنے زیر مطالعہ کسی کتاب یا رسالہ سے اخذ کر کے ہمیں کچھ بھی بھجوا سکتے ہیں۔ تحریر مختصر اور باحوالہ ہونی چاہئے۔ ہمارا پتہ ہے:
Ansar Digest, 22 Deer Park Road, London SW19 3TL

"اِس ڈھب سے"

دین اسلام میں شعر کہنے یا شاعر کہلانے کی جو گنجائش موجود ہے وہ کلیۃً ایسی اصلاحی شاعری ہے جس کے ذریعے ہمارے دین کا بول بالا ہو، خالق حقیقی کی محبت اور اُس کا قرب حاصل ہو، اصلاح خلق کی سعی پیش نظر ہو اور اصلاح نفس بھی اس کا منطقی نتیجہ ہو۔ چنانچہ جس کسی نے بھی اِس اندازِ فکر کو اپناتے ہوئے شعر کہنے کی جسارت کی، اُس کے لاشعور میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا یہ شعر کسی جگہ ضرور موجود رہا کہ:

کچھ شعر و شاعری سے اپنا نہیں تعلق
جس ڈھب سے کوئی سمجھے بس مدّعا یہی ہے

اسی حسین اندازِ فکر کو اپناتے ہوئے ایک ایسا مجموعہ کلام ہمیں موصول ہوا ہے جس کا نام رکھتے ہوئے شاعر موصوف کے ذہن میں اپنے آقاؑ کا مذکورہ بالا شعر تو یقیناً موجود تھا لیکن اُس میں شامل نظموں کی اکثریت ایک ایسے دل کی آواز تھی جو اپنے قلبی جذبات کو احساس کے نہایت لطیف جھونکے سے پڑھنے والے کے دل کے نہاں خانوں میں موجود تاروں کو چھونے کی صلاحیت بھی رکھتی تھی۔ شاعر موصوف کی قوّت اظہار سے لطف اندوز ہوتے ہوئے قاری کے لئے یہ بات بھی حیرت انگیز مسرّت کا باعث تھی کہ اس خوبصورت مجموعہ کلام "اِس ڈھب سے" میں شامل قریباً تمام تر نظمیں، سادہ انداز میں کہے جانے کے باوجود، اُسی دینی محبت کی غمّاض اور ایسی اصلاح خلق کی خواہش کا اظہار ہیں جس کی ایک مخلص احمدی سے توقع کی جاتی ہے۔ اور اِس کے ساتھ ساتھ بلاشبہ فن شاعری کے مروّجہ اصول و ضوابط سے آراستہ ہیں بلکہ کتاب کا خوبصورت سرورق بھی ایسی ہی ایک منفرد سوچ کا غمّاز ہے۔

جناب محمد شریف خالد صاحب کو تمغۂ خدمت پاکستان سے بھی نوازا جاچکا ہے اور ایک یورپین ملک میں نصف دہائی گزارنے کے باوجود دیارِ غیر میں اردو زبان اور خصوصاً اردو شاعری کو زندہ رکھنے میں اُن کی خدمات یقیناً مستحسن اور قابل قدر ہیں۔

قریباً دوصد صفحات پر مشتمل اِس مجموعہ کلام کو مجلّد اور خوبصورت گیٹ اَپ کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔ شاعری کا بڑا حصہ قومی زبان اردو میں جبکہ آخری چوتھائی مادری زبان پنجابی میں شامل اشاعت ہے۔ اگرچہ پنجابی پڑھنا نسبتاً خاصا مشکل ہے لیکن یہ اس کلام کا حسن ہے کہ پڑھنے والا جس ولولے سے کتاب کا آغاز کرتا ہے اُسی شوق وذوق کے ساتھ اس کے اختتام تک پہنچ کر یہ فیصلہ دیتا ہے کہ اتنا سیراب ہونے کے باوجود بھی تشنگی کا احساس باقی ہے۔ اس کتاب میں شامل نظموں پر مزید کسی رائے کا اظہار کرنے سے بہتر ہے کہ اس حساس شاعر اور اِس کی قلبی واردات کو جو داد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ سے ملی ہے، اُس پر ہی اکتفاء کرلیا جائے۔ حضورؒ فرماتے ہیں:

"آپ کا وجود ایک خاموش سطح کے نیچے ایک متلاطم سمندر کی حیثیت رکھتا ہے۔ آپ کے فکر اور آپ کے جذبات دونوں کو اللہ تعالیٰ نے وسعت اور گہرائی عطاء فرمائی ہے۔ کچھ آپ کی تحریریں آپ کے دل کا راز کھول دیتی ہیں کچھ آپ کا کلام ماوراء سے پردہ اٹھاتا ہے ورنہ ملنے جلنے والوں کو کچھ پتہ نہیں چلتا ہوگا کہ اس خالد شریف کے اندر کیسا خالد شریف چھپا ہوا ہے"۔

اب ذرا نمونہ کلام ملاحظہ فرمائیں:

ترے حسنِ بے کراں سے تری ذات آشکارا
مری زندگی کا حاصل تری دید کا نظارہ
کہیں بادلوں کے اوپر کہیں دُور آسماں میں
تری عظمتوں کا مرکز مری حسرتوں کا چارا
ترے عشق کے جنوں سے مَیں کبھی کا مٹ چکا ہوں
مری خاک اُڑ رہی ہے اسے دیکھ لیں خدارا

.....

صد شکر کہ محفوظ تھے ہم کشتیِ نوح میں
صد شکر کہ اس نے ہمیں ساحل پہ اتارا
اے طالبِ حق سوچ یہ کم فضل و کرم ہے
جاری ہوا انعام خلافت کا دوبارہ

.....

عشق ہی میرا دین ہے عشق ہی میری ذات ہے
عشق نہ ہو تو یہ جہاں مردہ سی کائنات ہے
ان کے جہان شوق میں اور بھی تھے نیاز مند
مجھ کو ہی دردِ دل دیا حسنِ طلب کی بات ہے
دل کی نظر ہی نُور ہے دل کی نظر ہی طُور ہے
دل کی نظر نہ ہو اگر کعبہ بھی سومنات ہے

.....

بعض بندے عجیب ہوتے ہیں
دُور رہ کر قریب ہوتے ہیں
اُن کی عادات بادشاہوں سی
دوست اُن کے غریب ہوتے ہیں
اُن کی صحبت میں اے خدا رکھیو
جو جہاں کے طبیب ہوتے ہیں

.....

کبھی مَیں بھی تھا جہاں میں اک کہکشاں کا تارا
مجھے جانتے تھے سب ہی دل وجان سے بھی پیارا
یہ جنوں نہیں تو کیا ہے کہ مَیں اب تلک کھڑا ہوں
جس راہ میں ہوا تھا تری دید کا نظارا

.....

دولت خالد ایک سہارا ہوتی ہے
اچھے بچے خوب سہارے ہوتے ہیں
طوفانوں میں لہریں کشتی ہوتی ہیں
جینا ہو تو بہت کنارے ہوتے ہیں
جو ظالم ہو دنیا میں پھر اُس کے ساتھ
آنکھیں ہوں تو روز نظارے ہوتے ہیں

.....

جن پرندوں کے پر نہیں ہوتے
وہ کبھی بھی ہم سفر نہیں ہوتے
نظر ہو جن کی کامیابی پر
امتحاں دردِ سر نہیں ہوتے
زندگی کے حسیں لمحے بھی
دوستو بے خطر نہیں ہوتے

اگر آپ بھی اپنی پسندیدہ کسی کتاب کا تعارف "انصار ڈائجسٹ" کی زینت بنانے کے خواہشمند ہیں تو براہ کرم فون نمبر 07947408144 پر رابطہ فرمائیں۔